Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر تنقیدی نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۷ — جولائی سنہ ۱۹۳۳ء — ربیع الاوّل سنہ ۱۳۵۲ ھجری — جلد ۳۲

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
فی بیان اسماء المجددین	۲۴۵ – ۲۴۹	مولانا ابو العطا بشیر فلسطین
نبی اور فلاسفر میں امتیازی فرق	۲۵۰ – ۲۵۴	شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل
کیا انجیل مستقل شریعت کی کتاب ہے؟	۲۵۴ – ۲۶۳	ڈاکٹر محمد صدیق صاحب برہما
حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف پر اعتراض	۲۶۳ – ۲۶۷	بابو محمد اشرف صاحب لاہور
لا نبیّ بعدی کے حقیقی معنے	۲۶۸ – ۲۷۱	مولوی محمد صدیق صاحب طالب علم
المقتبسات والملتقطات	۲۷۲ – ۲۸۵	

چندہ سالانہ اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے دو روپے آٹھ آنے

چندہ سالانہ بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از السلام التیمی شاہ

امیر المومنین سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

منظومہ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسمل

اندریں روزگار رنج و محن ۔ کہ کشود است دہر باب فتن

قد نضی الدین درع دولتہ ۔ اغمد الشرع سیف صولتہ

باغ اسلام تا شود پامال ۔ سر برآوردہ فتنۂ دجال

آنچناں طبع ناس گشتہ خبیث ۔ لا یکادون یفقہون حدیث

ہر یکے میرود سوئے راہے ۔ فرق راہے نکردہ از چاہے

حق پئے رہنمائے عالم ۔ پیشرو ساخت قائد اعظم

نونہال حدیقۂ قدرت ۔ انتخاب صحیفۂ فطرت

شمۂ طارم مسلمانی ۔ فخر اسلام قدرت ثانی

خلف ارشد مثیل مسیح ۔ در بیان اوست چوں مسیح فصیح

بالغ العقل کامل الایمان ۔ مہبط فیض حضرت رحمان

عارف و ماہر کتاب و سنن ۔ سیف حق قاطع رقاب فتن

عین اعیاں خلاصۂ اکوان ۔ رمز دان حقائق قرآن

باقر العلم کاشف الاستار ۔ ناصر الخیر دامغ الاشرار

ہو للشرک قالع الانیاب ۔ ہو للفکر قاطع الاذناب

ہو شمس الضحیٰ ضیاء العلم ۔ ہو بدر الدجیٰ سناء الحلم

ہو روح الوریٰ حماہ اللہ ۔ ہو نوح الہدیٰ جزاہ اللہ

شہسوار امامت کبریٰ ۔ تاجدار خلافت عظمیٰ

یا ملیک الہدیٰ ابیت اللعن ۔ لم یکن فی الندیٰ عدیلک معن

انت فی العلم والکمال کمیلٌ ۔ انت فی الفضل والجمال فضیلٌ

عمرک اللہ یا بشیر الدین ۔ حجۃ اللہ انت فی الارضین

عند ذی العرش انت محمود ۔ انت فی الکائنات مسعود

انت مصباح ہذہ الامہ ۔ نور وجہک کاشف الغمہ

فی التقیٰ انت نخبۃ الاسلاف ۔ فی النہیٰ انت حجۃ الاخلاف

م شرفنا اللہ قدرک بالعلم ۰ عظم اللہ اجرک بالحلم

انت بالحق ناطق لا ریب ۰ شرح اللہ صدرک للغیب م

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

بغیۃ المقتدین و منحۃ المجدین
علٰی
تحفۃ المھتدین فی بیان اسماء المجددین

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نویں صدی ہجری میں ایک قصیدہ بنام "تحفۃ المھتدین فی بیان اسماء المجددین" لکھا۔ جس میں اپنے وقت تک کے مجددین اُمّت محمدیہ کے نام نظم کئے۔ یہ قصیدہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ تیرھویں صدی کے اخیر پر الشیخ محمد بن محمد المراغی الجرجاوی الشرقاوی آئے اور انہوں نے امام سیوطی کے نہج و طریق پر تیرھویں صدی تک کے مجددین کے نام اس قصیدہ میں اضافہ کر دیئے اور پھر اس قصیدہ کی مفصّل شرح لکھی۔ جس کا نام "بغیۃ المقتدین و منحۃ المجدین" رکھا۔ یہ کتاب (قصیدہ بمع شرح خطی ہے) ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔ حکومت مصر کی سرکاری لائبریری (دار الکتب المصریۃ) قاہرہ میں یہ کتاب حصّہ تاریخ نمبر ۱۹۸۷ میں محفوظ ہے۔ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۳ء۔ مجھے اس کتاب کے مطالعہ کرنے کا اتفاق ہُوا۔ قصیدہ چالیس شعار پر مشتمل ہے۔ مَیں ذیل میں تمام اشعار مع ترجمہ اُردو بطور ایک تاریخی یادداشت درج کرتا ہوں پہلے اکیس شعر امام سیوطی کے ہیں اور باقی شیخ مراغی کے ہیں:-

(۱) الحمد للّٰہ العظیم المنۃ ٭ المانح الفضل لاھل السنۃ

ترجمہ:- سب حمد اللہ کے لئے ہے جو بڑے احسان والا ہے اور جس نے اہل سُنّت کو اپنا فضل بخشا۔

(۲) ثم الصلاۃ والسلام نلتمس ٭ علٰی نبی دینہ لا یندرس

ترجمہ:- پھر ہم اس نبیٔ عظیم پر درود و سلام مانگتے ہیں جس کا دین کبھی نہ مٹے گا۔

(۳) لقد اتی فی خبر مشتھر ٭ رواہ کل حافظ معتبر

ترجمہ:- یقیناً مشہور روایت میں جسے ہر معتبر حافظ حدیث نے بیان کیا آچکا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴) بأنه فی رأس کل مائة ❊ یبعث ربنا لهذی الامة

ترجمہ:۔ کہ اللہ تعالیٰ اس اُمّت کے لئے ہر صدی کے سر پر مبعوث کرتا رہے گا۔

(۵) منّاً علینا عالماً یجدد ❊ دین الهدی لانه مجتهد

ترجمہ:۔ ایسا عالم ربانی جو دین الہدیٰ کی تجدید کریگا کیونکہ وہ مجتہد ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہوگا۔

(۶) فکان عند المائة الاولی عمر ❊ خلیفة العدل باجماع وقر

ترجمہ:۔ پس پہلی صدی میں اجماعی طور پر خلیفۂ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز مجدد قرار پائے۔

(۷) والشافعی کان عند الثانیة ❊ لماله من العلوم الساریة

ترجمہ:۔ دوسری صدی میں حضرت امام شافعی مجدد تھے کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے علوم کا فیضان جاری و ساری عطا فرمایا۔

(۸) وابن سریج ثالث الائمة ❊ والاشعری عدّه من احد

ترجمہ:۔ تیسرے مجدد امام ابن سریج ہیں اور بعض نے امام اشعری کو شمار کیا ہے۔

(۹) والباقلانی رابع اوسهل او ❊ الاسفراینی خلفٌ قد حکوا

ترجمہ:۔ چوتھے مجدد باقلانی یا سہل یا اسفرائینی ہیں اس بارہ میں متقدمین نے اختلاف بیان کیا ہے۔

(۱۰) والخامس الحبر هو الغزالی ❊ وعدّه ما فیه من جدال

ترجمہ:۔ پانچویں مجدد علامہ امام غزالی ہیں۔ ان کے شمار کرنے میں کوئی نزاع نہیں۔

(۱۱) والسادس الفخر امام الرازی ❊ والرافعی مثله یوازی

ترجمہ:۔ چھٹے مجدد امام فخرالدین رازی ہیں اور امام رافعی بھی ان کی مانند ان کے ہم پلہ ہیں۔

(۱۲) والسابع الراقی الی المراقی ❊ ابن دقیق العید باتفاق

ترجمہ:۔ ساتویں مجدد بلند درجات تک ترقی کرنے والے بالاتفاق امام ابن دقیق العید ہیں۔

(۱۳) والثامن الحبر هو البلقینی ❊ او حافظ الانام زین الدین

ترجمہ:۔ آٹھویں مجدد علامہ بلقینی یا حافظ محترم خلق زین الدین ہیں۔

(۱۴) وعد سبط المیلق الصوفیة ❊ لو وجدت مائة وفیّة

ترجمہ:۔ صوفیاء نے سبط المیلق کو شمار کیا ہے بشرطیکہ صدی پوری پائی جاوے۔

(۱۵) والشرط فی ذلک ان تمضی المائة ❊ وهو علی حیاته بین الفئة

ترجمہ:۔ مجدد ہونے کیلئے شرط ہے کہ وہ شخص (مجدد) لوگوں میں زندہ موجود ہو جبکہ صدی (گذشتہ) ختم ہو رہی ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۶) یشار بالعلم الی مقامه ⁂ وینصر السنة فی کلامه

ترجمہ:- وہ اپنے علمی مقام کے لحاظ سے مشارالیہ ہو اور اپنے کلام کے ذریعہ سُنّت نبوی کی نصرت کرتا ہو۔

(۱۷) وان یکون جامعًا لکل فن ⁂ وان یعم علمه اهل الزمن

ترجمہ:- اور وہ جامع الفنون ہو اور اس کا علمی فیضان اہل زمانہ پر عام ہو

(۱۸) وان یکون فی حدیث قد روی ⁂ من اٰل بیت المصطفیٰ وقد قوی

ترجمہ:- اور ایک قوی حدیث کی روایت کی بناء پر یہ بھی شرط ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کے اہل بیت[1] میں سے ہو۔

(۱۹) وکونه فردًا هو المشهور ⁂ قد نطق الحدیث والجمهور

ترجمہ:- اور مجدد کا فرد واحد ہونا ایک مشہور امر ہے جسکی گواہی حدیث اور جمہور مسلمانوں نے دی ہے۔

(۲۰) وهٰذه تاسعة المئین قد ⁂ اتت ولا یخلف ما الهادی وعد

ترجمہ:- اب یہ نویں صدی آگئی ہے اور خدائے ہدایت دہندہ اپنے وعدہ میں خلاف نہیں کرتا۔

(۲۱) وقد رجوت اننی المجدد ⁂ فیها ففضل الله لیس یجحد

ترجمہ:- اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ اس صدی کا مجدد مَیں ہوں پس اللہ کے فضل کا انکار نہیں ہو سکتا۔

(۲۲) والتاسع السیوطی ذوالاسرار ⁂ او شیخ الاسلام هو الانصاری

ترجمہ:- نویں مجدد امام سیوطی صاحب رموز یا شیخ الاسلام انصاری ہیں۔

---

[1] اس شعر کی شرح میں لکھا ہے:- "قال بعضهم والظاهر ان المراد بکونه من اهل البیت النسب المعنوی کما ورد فی الخبر سلمان منا اهل البیت کما فی الخلاصة المحبیة ولذلك قال الامام الحفنی ولابد ان یکون المتصف بذلك تقیًا وهو معنی ما ورد فی الحدیث والمجدد منا اٰل البیت والمراد باٰل البیت کل تقی لا خصوص الاشراف لحدیث اٰل البیت کل تقی ه قلت وفی روایة اٰل محمد کل تقی هذا ما ورد" صـ۳۷

ترجمہ:- "بعض محققین نے کہا ہے کہ مجدد کے اہل البیت میں سے ہونے سے مراد نسب معنوی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سلمان الفارسی ہم میں سے اہل بیت میں سے ہے (الخلاصة المحبیة) اسی بناء پر امام حفنی نے فرمایا ہے کہ ضروری ہے کہ مجدد متقی ہو اور یہی اس حدیث کے معنی ہیں کہ مجدد ہم میں سے اہل بیت میں سے ہے اور اہل بیت سے مراد ہر نیکوکار متقی ہے نہ کہ صرف بنو فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسا کہ حدیث ہے (اٰل البیت کل تقی) ہر متقی اہل بیت میں سے ہے میں (الشیخ مراغی) کہتا ہوں کہ روایت آئی ہے کہ (اٰل محمد کل تقی) ہر متقی اٰل محمد ہے یہ ہے جو وارد ہوا ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲۳) والعاشر الرملی ذوالعرفان ✤ او ابن غانم او السکتانی

ترجمہ:- دسویں مجدد عارف ربانی امام رملی یا ابن غانم یا علامہ السکتانی ہیں۔

(۲۴) او من غدیٰ کالشمس فے الشروق ✤ ای الامام احمد الفاروقی

ترجمہ:- یا پھر دسویں مجدد حضرت امام احمد فاروقی (مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) ہیں جو اپنی چمک اور روشنی میں

(۲۵) او بدرنا الحبر الامام الدرعی ✤ بحر الانام اللوذعی الالمعی

ترجمہ:- یا ہمارے چاند علامہ اللوذعی الالمعی سمندرِ مخلوق امام درعی (دسویں مجدد) ہیں۔

(۲۶) والعلم البصری فی الحادی عشر ✤ شیخ الشیوخ فضلہ قد اشتھر

ترجمہ:- گیارھویں صدی کے مجدد شیخ الشیوخ فضیلت مآب مشہور علامہ بصری ہیں۔

(۲۷) ومن لطی الدین حقاً قد نشر ✤ ای احمد الدردیر فی الثانی عشر

ترجمہ:- حضرت امام احمد الدردیر بارھویں صدی میں مجدد ہیں جو کہ حقیقتاً دین کے پراگندہ شیرازہ کو جمع کرنے

(۲۸) او ھو حبرنا النفیس المرتضیٰ ✤ او الامیر بدرنا عین الرضا

ترجمہ:- یا پھر بارھویں صدی کے مجدد علامہ نفیس المرتضیٰ یا ہمارے چاند اور امیر عین الرضا ہیں

(۲۹) وعدھم مجدداً للشاہ ولی ✤ لو کملت مائۃ قول جلی

ترجمہ:- اور ان (علماء ہند) کا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کو مجدد شمار کرنا اگر صدی پوری ہو جائے واضح امر ہے

(۳۰) وثالث القرون بعد العشر ✤ فیہ اتی مجدداً کالبدر

ترجمہ:- اور تیرھویں صدی میں بدر کی مانند مجدد ہو کر آئے ہیں۔

(۳۱) مھدی النھی بل سید الاحبار ✤ بل قطب اقطاب الوری الاخیار

ترجمہ:- عقلمندوں کے مہدی بلکہ بزرگوں کے سردار بلکہ تمام مخلوق کے پارسا اقطاب کے بھی قطب

(۳۲) استاذنا الشرقاوی بالاجماع ✤ ولم ار فی ذاک من نزاع

ترجمہ:- یعنی وہ ہمارے استاذ احمد الشرقاوی ہیں جو تیرھویں صدی کے بالاجماع مجدد ہیں میں نے اس بارہ میں

(۳۳) ابقاہ ربی ناصراً للسنۃ ✤ وقاصماً للبغی بالاسنۃ

ترجمہ:- میرا رب ان کو سنّت کی تائید اور سرکشی کو نیزوں سے توڑنے کیلئے ہمیشہ باقی رکھے۔

(۳۴) وآخر المئین فیھا یاتی ✤ عیسیٰ رسول اللہ ذو الآیات

ترجمہ:- اور (اب) آخری صدی میں عیسیٰ رسول خدا اور صاحب معجزات آئینگے۔

(۳۵) یجدد الدین لھٰذی الامۃ ✤ وفی الصلاۃ بعضنا قد امۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ:۔ وہ اس اُمّت کے دین کی تجدید کریگا اور نماز میں ہم میں سے بعض اس کے آگے ہوگا۔

(۳۶) مقررًا الدیننا و یحکم ٭ بحکمنا اذ فی السماء یعلم

ترجمہ:۔ وہ ہمارے دین کی تائید اور ہمارے فیصلہ کے ساتھ حکم کریگا کیونکہ آسمان میں اسے سکھایا جاتا ہے۔

(۳۷) وبعدہ لم یبق من یجدد ٭ ویرفع القرأن مثل مابدی

ترجمہ:۔ اور اس کے بعد کوئی مجدد باقی نہ رہیگا اور قرآن مجید اُٹھایا جائیگا جیسا کہ ظاہر ہوا تھا۔

(۳۸) وتکثر الاشرار والاضاعة ٭ من وقته الی قیام الساعة

ترجمہ:۔ اور اس کے وقت سے لیکر قیامت تک اشرار بڑھتے جائینگے اور دین ضائع ہوتا جائیگا

(۳۹) والحمد للّٰہ علٰے ما علّم ٭ وماجلا من الخفاء والعمی

ترجمہ:۔ خدا ہی کے لئے ستائش ہے کہ اس نے سکھایا اور مخفی اور پوشیدہ باتوں کو روشن کر دیا۔

(۴۰) مصلیاً علٰے نبی الرحمة ٭ والاٰل مع اصحابه المکرمة

تمت القصیدہ

ضروری نوٹ } شیخ مراغی نے آخری اشعار میں چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعودؑ کو قرار دینے کے بعد حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام کے متعلق بعض باتیں ذکر فرمائی ہیں جو از روئے قرآن مجید درست نہیں کیونکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف ہی رسول تھے اور ایک سو بیس سال کی عمر میں فوت ہو چکے ہیں۔ لہذا اس بارہ میں شیخ مراغی کے بیان میں بعض اجتہادی غلطیاں یا اس وقت کے رائج خیالات کا اثر ہے۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ مجدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے اور آپ کا اُمّتی ہی ہو سکتا ہے نہ کہ ایک مستقل رسول۔ ہاں یہ سچ ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کو آنحضرت صلعم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے مقام رسالت سے بھی سرفراز کیا جانا ضروری تھا۔ کہ وہ مثیل مسیحؑ ہو۔ سو الحمد للہ کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰة والسّلام کے وجود باجود کے ذریعہ یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خدا کے فرستادہ کی آواز پر لبیک کہتے اور خدا کے داعی کو قبول کرتے ہیں۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین

حیفا۔ فلسطین   خاکسار

۲۴ اپریل ۱۹۳۳ء   ابو العطاء اللہ دتا جالندھری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبی اور فلاسفر میں ایک امتیازی فرق

نبی اور فلاسفر میں کیا فرق ہے؟ یہ ایک دلچسپ سوال ہے اور اپنے مباحث کے لحاظ سے تفصیل کا مقتضی ہے لیکن اس وقت اس کی تشریحات اور تفصیلات کو نظرانداز کرتے ہوئے اور اُن متعدد امتیازی علامات اور نشانات کو (جو فلاسفر اور نبی کی زندگی میں ہمیں دیکھنے پڑتے ہیں) چھوڑتے ہوئے صرف ایک امتیازی علامت کو قارئین ریویو آف ریلیجنز کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو صرف نبی میں ہی پائی جاتی ہے اور فلاسفر اس سے محروم ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ موجودہ زمانہ میں خیالات کی فراوانی اور تحقیق کے شوق نے بعض لوگوں کے اندر جہاں اور متضاد خیالات کو ایک سٹیج پر لانے کا جذبہ پیدا کیا ہے وہاں پر اس بات کی بھی سعی لاحاصل کی گئی ہے کہ انبیاء اور فلاسفروں کو شئے واحد قرار دیا جائے۔ حالانکہ ان دونو ہستیوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اگرچہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ہر نبی ایک بہت بڑا فلاسفر ہوتا ہے اور ایک عظیم الشان حکیم کہلاتا ہے لیکن ہر ایک فلاسفر اس بات سے بالکل عاری ہوتا ہے۔ کہ وہ خدا کا فرستادہ اور نبی ہو +

اس عموم وخصوص کی نسبت کے علاوہ ایک بہت بڑا فرق جو ان دونو ہستیوں میں پایا جاتا ہے اور جسے میں آج کی صحبت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ اظہار صداقت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یعنی صرف نبی اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی شان ہوتی ہے۔ کہ وہ اظہار صداقت میں اپنے لئے کوئی بھی روک نہیں پاتے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اس بات سے نہیں پھیر سکتی۔ کہ وہ صداقت کا اظہار کرے۔ خدا تعالیٰ کا فرستادہ یہ برداشت کرے گا کہ اُسے مصائب و آلام میں مبتلا کر دیا جائے۔ اس کے لئے عین مسرّت و راحت ہوگی کہ وہ آگ کی بھٹی میں دھکیل دیا جائے۔ اور اُسے یہ بخوشی منظور ہوگا کہ وہ اپنے جانی اور مالی نقصان کو اپنی آنکھوں سے ہوتا دیکھ لے۔ مگر اسے یہ ہرگز منظور نہ ہوگا۔ کہ وہ کسی غرض سے اور کسی لومۃ لائم کے خوف سے کسی نقصان اور تباہی سے بچنے کے لئے وہ صداقت کے اظہار سے رُک جائے۔ نبی صداقت کے اظہار کے لئے موت قبول کر لیگا۔ مگر یہ کہ اظہار صداقت کو چھوڑ دے اور اس میں کسی قسم کا پس و پیش کرے۔ یہ اس کے لئے اس موت سے بڑھ کر ایک موت اور مصیبت ہوگی جس موت کے ڈر سے اس نے اسے متروک کیا۔ پس یہ ایک امتیازی نشان ہے جو صرف انبیاءؑ اور ان کے متعلقین میں ہی نمایاں طور پر موجود ہوتا ہے۔ اور دنیا کے بڑے بڑے فلاسفر اس جذبہ سے محروم ہوتے ہیں۔ اور انبیاءؑ کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس جذبہ میں بھی تاب مقاومت نہیں رکھتے۔ چنانچہ کینٹ ایک مشہور فلاسفر گذرا ہے اس نے اپنے عالم ضعیفی میں ایک کتاب "مذہب بقید عقل خالص" لکھی۔ اور اس نے مذہب عیسائیت کے خلاف بھی بہت کچھ لکھا۔ چنانچہ اس پر اسوقت کے بادشاہ فریڈرک ثانی جو پہلے ہی کینٹ کے مخالف تھا۔ کیونکہ کینٹ جنگ و لڑائی کو برا سمجھتا تھا۔ اور فریڈرک اسوقت ملک گیری کے منصوبے باندھتا رہتا تھا۔ اسواسطے وہ کینٹ کے فلسفہ سے بہت بیزار اور نالاں تھا۔ چنانچہ فریڈرک موقعہ کی انتظار میں تھا کہ یہ کتاب شائع ہوئی اور بادشاہ کے پاس پہنچ گئی۔ کتاب کے شائع ہونے کے چندماہ بعد ہی ملکی وزارت کی طرف سے ایک باضابطہ مراسلہ کینٹ کے پاس پہنچا۔ جس میں یہ لکھا تھا:۔

"حکومت عالیہ نے آپ کی کتاب کو بیحد ناپسند کیا ہے اور اس کی رائے میں آپنے اپنے فلسفہ کا بیجا استعمال کیا ہے کیونکہ اس کی رو سے مقدس بائیبل اور مذہب عیسوی کے معتقدات کو زبردست نقصان پہنچا ہے بلکہ اس کی بنیاد جڑ سے ہل گئی ہے لہذا ہم آپ سے جواب طلب کرتے ہیں یعنی اپنی صفائی پیش کریں اور حکم دیتے ہیں کہ آئندہ ایسی تحریرات سے قطعاً احتراز کیا جائے جن سے مذہب عیسائیت پر زد پڑتی ہو۔ اگر آپنے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو اپنی نافرمانی کے نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیے۔"

اس مراسلہ پر کینٹ نے ایک لمبا چوڑا معافی نامہ لکھا۔ جس میں اپنی صفائی پیش کی۔ لیکن آخر میں یہ بھی لکھا کہ:۔

"بحیثیت ایک وفادار رعایا ہونے کے مَیں حکومت کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ مذہب عیسوی پر اظہار خیالات کرنے سے محترز رہونگا۔"

پھر اسی واقعہ کے متعلق اس کی ایک پرائیویٹ ڈائری میں یہ الفاظ بھی لکھے دیکھے گئے کہ:۔

"حکومت سے برسر جنگ ہونا ایک شخص کے لئے مناسب نہیں۔ ممکن ہے کہ جو کچھ کسی نے کہا ہو وہ سچ ہو۔ لیکن اس سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ شخص اس صداقت کو بیان کرنے کیلئے مجبور ہے۔ سچی بات کا اعلان کرنا انسان کے فرائض میں داخل نہیں۔"

کینٹ کے الفاظ سے یہ صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ملکی وزارت کے ایک مراسلہ سے کہ اس نے مذہب عیسویت پر کیوں اظہار خیالات کیا نہ صرف یہ کہ آئندہ اظہار خیالات سے باز رہا بلکہ اس سے بڑھکر وہ یہ سمجھتا تھا کہ کسی صداقت کا ظاہر کرنا یہ انسان کا فرض نہیں۔ اگر یہ انسان کا فرض نہیں تو اور کس کا فرض ہوگا؟ اصل بات یہی ہے کہ اظہار صداقت کوئی معمولی کام نہیں یہ خاص علیٰ وجہ الاتم صرف انبیاء کرام کو ہی حاصل ہوتا ہے کینٹ نے اس پر ہی اکتفاء نہیں کی بلکہ اس سے بڑھ کر اس نے اپنے دوست پنڈل سان کو ایک خط میں لکھا تھا:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"میرا دماغ غور و فکر کے دوران میں اکثر اوقات ایسے حقائق کا انکشاف کرتا ہے جن کی صحت و صداقت کے متعلق مجھے یقین کُلی حاصل ہوتا ہے لیکن ان کے اظہار کی جرأت میں اپنے اندر نہیں پاتا۔"

برعکس اس کے انبیاءؑ نہ صرف یہ کہ وہ اظہار صداقت کو ایک اہم فرض یقین کرتے ہیں بلکہ ان کے اندر ایسی جرأت ہوتی ہے۔ کہ جس کے سامنے بڑے بڑے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہوجاتے ہیں۔ اور اس جرأت کی یہ تاثیر ہوتی ہے کہ جو انبیاءؑ سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں ان کے اندر بھی ایسی ہی جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت رسول مقبولؐ کی سیرت کا ہر ایک پہلو اپنے اندر اس نمایاں خصوصیت اور امتیاز کو لئے ہوئے ہے۔ اور کوئی ایک بھی واقعہ نہیں پیش کیا جا سکتا۔ جس میں کبھی آپ نے اظہار صداقت میں کچھ پس و پیش کیا ہو۔ چنانچہ اسلام کے خلاف جب قریش کی مخالفت شروع ہوئی۔ اور دن بدن بڑھتی اور خطرناک صورت اختیار کرتی گئی۔ حتیٰ کہ قریش نے فیصلہ کر لیا۔ کہ یہ نیا مذہب صفحہ دنیا سے ناپید کر دیا جائے اور اس کے متبعین کو بھی اس سے زبردستی روک دیا جائے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے اسلام اور بانیٔ اسلام اور متبعین اسلام کو ایذائیں اور تکالیف پہنچانے کی ہر ممکن تدبیر۔ تجویز اور منصوبہ کو کام میں لایا گیا۔ یہ ایک دردناک تفصیل ہے جس میں مَیں قارئین ریویو آف ریلیجنز کو نہیں لیجانا چاہتا مجھے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ قریش کا سب سے پہلا حربہ یہ تھا کہ اس مذہب کے بانی آنحضرت صلعم کو تبلیغ اسلام سے روکا جائے۔ اس کے لئے انہوں نے یہ طریق اختیار کیا کہ آپؐ کے چچا ابوطالب کے پاس ایک وفد بھیجا کہ وہ اپنے بھتیجے کو اشاعت اسلام سے روک دیں اور اگر نہیں روک سکتے تو اس کی حمائت سے دست بردار ہو جائیں ہم خود پھر آپس میں نپٹ لینگے" ابوطالب نے ان کے ساتھ نرمی کی باتیں کر کے ان کے غصّہ کو کسی قدر نرم کیا اور انہیں ٹھنڈا کر کے واپس کر دیا۔ لیکن چونکہ یہ کوئی ایسی آگ نہ تھی جو چند قطروں سے بُجھ جاتی وہ سلگی اور ایسے زور سے بھڑکی کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پھر رؤسا قریش ابوطالب کے پاس پہنچے اور ان سے کہنے لگے " اب معاملہ حد کو پہنچ گیا ہے اور ہم کو رجس اور پلید اور شرّ البریہ اور سفہاء اور شیطان کی ذرّیت کہا جاتا ہے اور ہمارے معبودوں کو جہنّم کا ایندھن قرار دیا جاتا ہے اور ہمارے بزرگوں کو لایعقل کہکر پکارا جاتا ہے اس لئے اب ہم بالکل صبر نہیں کر سکتے اور اگر تم اس کی حمائت سے دست بردار نہیں ہو سکتے تو پھر ہم بھی مجبور ہیں۔ ہم پھر تمھارے ساتھ مقابلہ کرینگے حتیٰ کہ دونو فریقوں سے ایک ہلاک ہو جائے" ابوطالب کے لئے اب نہایت ہی نازک موقعہ تھا وہ ڈر گیا اور فوراً آنحضرت صلعم کو بُلا کر کہنے لگا:۔

" اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام دہی (اظہار صداقت) سے قوم سخت مشتعل ہو گئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کر دیں، اور ساتھ ہی مجھے بھی۔ تُو نے ان کے عقلمندوں کو بیوقوف قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شرّ البریہ کہا اور ان کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنّم اور وقود النّار رکھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں تجھے خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام لے اور اس کام سے باز آجا ورنہ میں تمام قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔"

آنحضرت صلعم نے سمجھ لیا کہ اب یہ بھی جو دنیا کا سہارا تھا جا رہا ہے اور مخالفت کی رَو میں قریب ہے کہ بہ جائے اس موقعہ پر اگر کوئی دنیا کا فلاسفر ہوتا تو یقیناً ایک "لمبا چوڑا معافی نامہ" لکھتا اور آیندہ کے لئے "اظہار خیالات" سے رُک جاتا اور کہدیتا کہ "سچی بات کا بیان کرنا انسان کے فرائض میں داخل نہیں" لیکن اس خدا کے فرستادہ نے یہ جواب نہیں دیا بلکہ اپنے چچا سے نہایت ہی اطمینان کے ساتھ فرمایا" چچا یہ دشنام دہی نہیں بلکہ نفس الامر کا بیان اور اظہار صداقت ہے اور یہی تو وہ کام ہے جس کے واسطے میں بھیجا گیا ہوں اور اگر اس راہ میں مجھے مرنا بھی پڑے تو میں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں کیا میں موت کے ڈر سے اظہار صداقت اور سچی بات کے کہنے سے رُک جاؤں؟ اور اے چچا اگر آپ کو اپنی کمزوری کا خیال ہے تو آپ بے شک مجھے پناہ میں رکھنے سے دست بردار ہو جائیں مگر میں احکام الٰہی کے پہنچانے اور سچائی کے اظہار سے کبھی نہ رکونگا اور خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند بھی لاکر دیدیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہیں رہونگا" یہ ہے اظہار صداقت اور نفس الامر کا بیان۔ دنیا کی خطرناک سے خطرناک مخالفت بھی آپ کو اس فرض سے نہ روک سکی۔ اور اسی صداقت کے اظہار کا یہ اثر تھا کہ ابوطالب آپ کی پُر از صداقت تقریر کو سُنکر متأثر ہوئے۔ اور نمناک آنکھوں سے آنحضرتؐ کو خطاب کیا کہ "جا اور اپنے کام میں لگا رہ جب تک میں زندہ ہوں اور جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دونگا" یہ تو مثال کے طور پر میں نے ایک واقعہ عرض کیا ہے ورنہ آپؐ کی زندگی کا کوئی لمحہ اس امر سے خالی نہیں دکھائی دیتا۔ اسی طرح اس زمانہ کے نبی اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی علیہ السلام کی زندگی پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو اُسی نمایاں خصوصیت اور امتیازی نشان کا آپ کو بھی حامل پاتے ہیں۔ لیکن برعکس اس کے دنیا کے فلاسفر پر حکومت کی معمولی سی سختی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اُن باتوں کے اظہار سے رُک جاتا ہے جسکے متعلق اسے یقین ہوتا ہے کہ وہ یقیناً صحیح ہیں اور اپنے اندر جرأت نہیں پاتا کہ وہ ان کو دنیا میں اشاعت دے سکے۔ بلکہ دنیا کی ملامتوں سے ڈرتے ہوئے یہ کہدیا جاتا ہے کہ صداقت کا اظہار اور سچائی کا بیان کوئی ضروری نہیں اور یہ انسان کا فرض نہیں۔ اور اگر صداقت کا اظہار انسان کا فرض نہیں۔ تو پھر کیا یہ بہائم کا فرض ہوگا۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ انبیاء کرام اور مامورین عظام کی ہی یہ شان اور خصوصیت ہے کہ وہ صداقت کے اظہار کے لئے ہر قسم کی تکلیف کو سہتے اور برداشت کرتے ہیں۔ سچائی کی اشاعت پر اپنے آپکو لوگوں کے طعن و تشنیع کا نشانہ بنا لیتے ہیں۔ لیکن اس خصوصیت کو ترک کرنا منظور نہیں کرتے۔

پس منجملہ اور امتیازی علامات کے جو ایک نبی کی زندگی اور فلاسفر کی زندگی میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ بھی فرق ہے کہ انبیاء کرامؑ کی زندگی اظہار صداقت کے لئے وقف ہوتی ہے۔ برعکس اسکے دنیا کے بڑے بڑے فلاسفر اس سے بالکل کورے ہوتے ہیں؎

خاکسار

شیخ مبارک احمدؐ مولوی فاضل "جامعہ"

قادیان دارالامان

کیا انجیل مستقل شریعت کی کتاب ہے؟

نمبر ۲

باقی سوال و جواب سوال۔ آیت انا سمعنا کتاباً انزل من بعد موسیٰ میں یہودیوں کی ایک جماعت نے قرآن شریف کو موسیٰؑ کے بعد اُترنے والی کتاب کہا۔ اگر انجیل ہی کتاب شریعت ہوتی تو یہودی اس کا ذکر کرتے۔"

جواب زرقانی:۔ "یہ قابل افسوس استدلال ہے کیونکہ یہودی تو حضرت عیسیٰؑ کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ تو کیونکر حضرت عیسیٰ یا انجیل کا ذکر کرسکتے ہیں .... اور ایسی حالت میں انجیل کا ذکر نہ ہونا انجیل کے کتاب شریعت پر دلیل نہیں؎۔

ہمارا جواب سورۃ الاحقاف میں لکھا ہے کہ جنّوں کی ایک جماعت نے رسول کریم صلعم کے پاس آکر قرآن کریم کو سُنا اور اپنی قوم کے پاس جاکر کہا انا سمعنا کتاباً انزل من بعدِ موسیٰ کہ ہم نے حضرت موسیٰ کے بعد نازل ہونے والی کتاب کو سُنا ہے۔ اور اپنی قوم کو آنحضرت صلعم پر ایمان لانے کی تحریک کی اِن آیات سے یہ تو پتہ نہیں چلتا کہ وہ جنّوں کی جماعت یہودی لوگ تھے یا کوئی اور لوگ تھے۔ اور ممکن ہے مفسّرین نے اُن کو یہودی قرار دیا ہو۔ ہم مان لیتے ہیں کہ وہ لوگ یہودی ہی تھے۔ تب بھی انہوں نے کوئی خلاف واقعہ بات بیان نہیں کی۔ اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہونیوالی کتاب کا ذکر نہ کرنا اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ یہودی جماعت تھی۔ نہیں بلکہ اس وجہ سے تھا کہ امر واقعہ ہی یہ تھا۔ کیونکہ جو کتاب حضرت عیسیٰؑ پر نازل کی گئی تھی اوّل تو وہ شریعت کی کتاب ہی نہ تھی۔ دوسرے وہ اصل وحی جو آپ پر نازل ہوئی تھی کبھی کتابی صورت میں جمع ہی نہ کی گئی تھی اور نہ حضرت عیسیٰؑ نے کبھی کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھی اور نہ کسی سے اپنی وحی کو لکھایا۔ اور نہ کسی حواری اور کسی مرید نے آپ پر نازل ہونے والی وحی کو اصل صورت میں لکھا۔ ہاں حواریوں کے بعد ملک اٹلی میں جاکر بعض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرے عیسائیوں نے پولوس کے زیر اثر آ کر حضرت عیسیٰؑ کے حالات۔ آپ کے معجزات۔ آپکی تقاریر۔ اور آپ کے بحث مباحثہ کے سوال و جواب مختصر طور پر دوسرے لوگوں سے سُن سُنا کر یونانی ۔۔ زبان میں تحریر کیئے۔ ادر ایسی کتابیں عیسائیوں کے نزدیک چار معتبر ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف بیان ان میں لکھے ہیں جیسا کہ مَیں پہلے ثابت کر آیا ہوں۔ لیکن اور بھی اناجیل ہیں جو کہ عام عیسائیوں کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہیں۔ اور وہ اناجیل ایک مجلس میں پیش ہو کر ایک عجیب و غریب طریق سے میز پر سے گرا کر ناقابل اعتبار قرار دی گئی تھیں۔ اور جن کی تعداد بعض لوگوں کے خیال میں ۸۰ سے اوپر تھی۔ اس لئے یہ سب مجموعہ اناجیل حضرت عیسیٰؑ پر کبھی بھی نازل نہ ہُوا تھا۔ اور آنحضرت صلعم کے وقت میں بھی وہ اصل انجیل موجود ہی نہ تھی جبھی تو قرآن کریم نے اہل کتاب کو ملزم قرار دیا ہے کہ یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے از خود ہی کتابیں لکھ کر خدا کی طرف سے نازل ہونے والی کتابیں بیان کرتے رہتے ہیں۔ جب یہ حالت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہونے والی کتاب کبھی معرض وجود میں ہی نہیں آئی اور نہ کسی نے اصل الفاظ میں وہ کتاب کبھی دیکھی تو ایسی وجود نہ رکھنے والی کتاب کا اگر جنّوں کی جماعت نے ذکر نہ کیا تو کیا خلاف واقعہ انہوں نے کوئی بات کہی نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں موجودہ اناجیل رسول کریم صلعم کے وقت میں موجود تھیں۔ مگر کوئی محقق ان کو خدا کی طرف سے نازل ہونیوالی کتاب کبھی بھی نہ کہیگا البتہ یہ کہہ سکتا ہے کہ ان میں بھی کچھ حصہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم کا موجود ہے وہ بھی محرف و مبدل صورت میں باقی رہ گیا ہے۔ اسکے علاوہ انجیل شریعت کی کتاب ہے بھی نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ کا کہیں بھی یہ دعویٰ نہیں ملتا کہ آپ کوئی نئی شریعت لیکر آئے تھے اور شریعت موسوی کو منسوخ فرما دیا تھا۔ اس لئے جنوں کی جماعت نے قرآن کریم سے پہلے کتاب شریعت صرف حضرت موسیٰؑ کی کتاب کو قرار دیا۔ اور یہی بات سچی ہے۔ تیسرے قرآن کریم نے جنّوں کے بیان کی تردید نہیں کی۔ اس لئے ان کے بیان کی خاموشی سے تصدیق فرمادی ؛

ڈاکٹر عبداللطیف صاحب نے ایک دفعہ اپنے ٹریکٹ میں رسالہ ریویو کے ایک مضمون کے جواب میں اسی آیت کی بحث میں یہ فرمایا تھا کہ وہ جنّ یہودی صفت تھے اور اب بھی جس پر وہ جنّ سوار ہوں وہ قرآن سے قبل نازل ہونیوالی کتاب تورات کو قرار دیگا۔ گویا جو تورات کے بعد اور قرآن سے قبل کسی دوسری شریعت کا ذکر نہ کرے اس پر یہودی صفت جنّ سوار ہوتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے میرے مکرّم ڈاکٹر صاحب کل کو کہیں خدا تعالیٰ پر بھی یہ الزام نہ لگا دیں کہ نعوذ باللہ ایک وقت خدا تعالیٰ پر بھی یہودی صفت جنّ سوار ہو گئے تھے کیونکہ اسی سورہ میں جنّوں کے واقعہ سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماماً و رحمۃً۔ یعنی اس قرآن سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب ہے جو کہ لوگوں کے لئے امام اور رحمت تھی۔ اِس آیت اور جنّوں کے بیان کا ایک ہی مطلب ہے کہ قرآن سے قبل نازل ہونیوالی کتاب شریعت تورات ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کوئی دوسری کتاب نہیں اسی لئے اس کا ذکر نہیں فرمایا۔ کیا اب ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب یہاں پر یہ دلیل بیان فرمائینگے کہ چونکہ ایک وقت خدا تعالیٰ پر بھی یہودی صفت جنّ سوار ہو گئے تھے اس لئے اس جنون کے وقت میں نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نے بھی خلاف واقعہ ایک بات بیان کر دی۔ اگر یہودی صفت جن سوار نہ ہوتے تو ضرور انجیل کا بطور ایک شریعت کی کتاب کے ذکر کیا جاتا۔ دوسری جگہ سورۃ المؤمنون آیت ۵۰ و ۵۱ میں فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ. وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ کو کتاب تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ اور بنایا ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک آیت اور جگہ دی ہم نے ان کو ایک بلند قابل رہائش اور چشمہ والی جگہ میں۔ یہاں بھی خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰؑ کی کتاب کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔ شاید ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب کے بیان کے مطابق یہودی صفت جنّ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ پر اس جگہ بھی سوار ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے تو انجیل کا بطور شریعت کے ذکر ترک کر دیا تھا۔ افسوس صد افسوس بات صاف تھی۔ اگر کوئی شریعت حضرت موسیٰؑ کے بعد آئی ہوتی۔ اگر حضرت موسیٰؑ کی کتاب منسوخ ہو گئی ہوتی تو ضرور قرآن کریم میں اس شریعت کا ذکر ہوتا۔ جس طرح حضرت داؤد کو زبور دیئے جانیکا ذکر ہے اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو انجیل دیئے جانیکا ذکر ہے۔ نہ بطور شریعت کے۔ اگر انجیل کو شریعت قرار دو گے۔ تو پھر زبور نے کیا قصور کر دیا کہ اس کو شریعت نہ کہا جائے۔ شاید کوئی زبور کا ذکر ترک کرنے پر اس پر جالوت صفت جنّ سوار نہ کر دے۔

اگر ڈاکٹر صاحب اور زرقانی صاحب میں انصاف ہوتا تو کبھی اس قسم کی باتیں نہ لکھتے۔ وہ ثابت کرتے کہ انجیل میں حضرت عیسیٰؑ نے نئی شریعت لانیکا دعویٰ کیا۔ وہ ثابت کرتے کہ انجیل میں حضرت عیسیٰؑ نے موسوی شریعت کو منسوخ قرار دیا ہے۔ وہ ثابت کرتے کہ موجودہ اناجیل ہی وہ اصلی کتاب ہے جو کہ حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی وہ یہ ثابت کرتے کہ حضرت عیسیٰؑ کا عمل درآمد کبھی توریت پر نہیں ہوا۔ وہ ثابت کرتے حضرت عیسیٰؑ نے کبھی توریت پر کاربند ہونیکی تعلیم اپنے حواریوں کو نہیں دی۔ وہ یہ ثابت کرتے کہ موجودہ اناجیل حضرت عیسیٰؑ نے از خود لکھیں یا کسی سے لکھائی ہیں۔ لیکن جب وہ ایک بھی بات ثابت نہیں کر سکتے تو لوگوں کو یہودی صفت قرار دینا انصاف سے بعید ہے۔

اگر ڈاکٹر صاحب غور و فکر سے کام لیتے کہ خدا تعالیٰ نے اس سورہ کے ابتدا میں اور جنوں نے بعد میں جا کر ایک ہی واحد بیان دیا ہے اور قرآن سے قبل نازل ہونیوالی کتاب تورات کو قرار دیا ہے تو ان پر یہ ظاہر ہو جاتا۔ کہ یہاں پر جن کتابوں کا ذکر ہے وہ شریعت کی کتابوں کا ہے۔ اور چونکہ انجیل شریعت کی کتاب نہ تھی۔ اس لئے اوّل خدا تعالیٰ نے اور خدا کی تقلید میں جنوں کی جماعت نے انجیل کا ذکر درمیان میں چھوڑ دیا۔ ورنہ توریت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعد بیسیوں کتابیں خدا نے نازل کیں۔ اور اگر اُن جنوں کو یہودی بھی فرض کریں۔ تو کیا پھر ڈاکٹر صاحب یہ کہنے پر تیار ہونگے کہ چونکہ انہوں نے حضرت داؤد پر نازل ہونیوالی زبور کا ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے حضرت سلیمان کی امثال کا ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے اور دیگر انبیائے بنی اسرائیل پر نازل ہونیوالی کتب کا ذکر نہیں کیا تو کیا پھر بھی وہ جن یہودی صفت ہی رہینگے۔ اور پھر خدا نے بھی کسی کتاب کا ذکر اس جگہ نہیں کیا تو کیا خدا تعالیٰ بھی یہودی صفت تھا۔ حالانکہ یہ امر واقعہ ہے کہ توریت کے بعد بیسیوں کتابیں خدا کی طرف سے نازل کردہ موجود تھیں اور موجود ہیں۔ جب اُن سب کا ذکر درمیان سے چھوڑ دیا اور اُن کتابوں کے ساتھ انجیل کو بھی شامل کر کے اُن ہی کتابوں کی فہرست میں داخل کر دیا۔ تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ جس طرح توریت سے اور قرآن سے قبل نازل ہونیوالی کتب شریعت کی کتابیں نہ تھیں۔ اسی طرح اس فہرست میں شامل ہونیوالی کتاب بہرحال غیر شریعت کتاب ہی ماننی پڑیگی۔ اور یہی بات سچّی ہے۔

اور جس جگہ توریت کے ساتھ انجیل کا ذکر کیا ہے۔ وہاں کبھی اسکو بیّنات قرار دیا۔ کبھی اسکو حکمت بتلایا کہیں ہدایت اور نور۔ نصیحت وغیرہ الفاظ انجیل متعلق بیان کیئے۔

اور جس جگہ خدا تعالیٰ کا منشاء کتاب شریعت کے بیان کرنے کا تھا اس جگہ انجیل کا ذکر ہی ترک کر دیا۔ اور جہاں پر ذکر بھی فرمایا وہاں ساتھ ہی تشریح بھی کہیں نہ کہیں کر دی ہے کہ یہ شریعت نہیں ہے۔

پھر مشیت ایزدی کو دیکھئے۔ چونکہ انجیل شریعت کی کتاب نہ تھی۔ اسی لئے اسے اصلی صورت میں جمع شدہ دیکھا ہی نہیں۔ جب یہ حالت ہے تو جن بھلا کب ایسی کتاب کا ذکر کر سکتے تھے۔ جس کا وجود ہی کتابی صورت میں متحقق نہیں ہے۔ اگر شریعت کی کتاب ہوتی تو ضرور ہے کہ لکھی جاتی۔ لکھائی جاتی۔ اس وقت لکھنے پڑھنے کا عام رواج اس ملک میں تھا۔ خود حضرت عیسیٰ پڑھے لکھے تھے۔ لیکن پھر بھی نہیں لکھی گئی۔ اور اس سے پہلے بیسیوں کتابیں بنی اسرائیل کی لکھی ہوئی موجود تھیں۔ لیکن مشیت ایزدی نے نہ چاہا کہ وہ اپنی اصل حالت میں لکھی جائے تاکہ بعد میں کوئی یہ نہ کہنے لگ جائے کہ دیکھو یہ ہے حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہونیوالی شریعت۔

ڈاکٹر صاحب تو انجیل کے ذکر نہ کرنے پر لوگوں کو یہودی صفت قرار دیتے ہیں۔ لیکن کیا وہ اس آدمی کو پولوس صفت کہنے پر تیار ہونگے کہ جو ایک ایسی کتاب کو شریعت قرار دیتا ہے جو کبھی خدا نے نازل ہی نہیں کی۔ جو کبھی کسی نبی نے لکھی ہی نہیں ہے۔ اور نہ کسی نبی نے خود لکھوائی۔ اور نہ اس میں کوئی دعویٰ ہی ایسا ملتا ہے کہ وہ کتاب مستقل شریعت کی کتاب ہے۔ اور یہ کہ پہلی شریعت اب منسوخ ہو گئی لہٰذا اس کو لپیٹ کر رکھ دو۔ اب اس پر چلنے چلانے اور کاربند ہونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی وہ کتاب خدا کی طرف سے نازل کردہ مستقل شریعت کی کتاب قرار دی جاتی ہے۔ کیا ایسے آدمی میں پولوسی روح بول نہیں رہی۔ کیونکہ یہی شخص ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو توریت کو ناقابل عمل قرار دیتا ہے اور ایک نئی شریعت کے آنے کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن وہ بھی کوئی حوالہ۔ کوئی آیت انجیل سے اپنے دعویٰ کی تائید میں نہیں دے سکا۔ اسی طرح زرقانی صاحب ہیں دعویٰ تو کرتے ہیں کہ انجیل ایک مستقل شریعت کی کتاب ہے جب انجیل سے حوالے دینے کا موقع ہوتا ہے تو خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ تو کیا ڈاکٹر عبداللطیف صاحب زرقانی صاحب کے متعلق یہ کہنے کو تیار ہیں کہ ان میں پولوسی روح نغمہ زن تھی یہ پولوسی صفت جن سوار ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے پولوس کی حمایت میں مضمون لکھنے بیٹھ گئے ۔۔ اور اب بھی جو آدمی اس مضمون کا جواب لکھیگا۔ وہ پولوسی روح کی مدد سے ہی لکھ سکتا ہے ٭

حضرت مرزا صاحبؑ کا مذہب انجیل کے بارے میں

ڈاکٹر عبداللطیف صاحب نے اپنے ٹریکٹ میں براہین احمدیہ حصہ پنجم اور ایک اور کتاب سے چند حوالے دیکر یہ ثابت کرنیکی کوشش کی تھی کہ حضرت مرزا صاحب بھی انجیل کو شریعت کی کتاب لکھتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے وہ ٹریکٹ اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہے۔ اور نہ ہی براہین احمدیہ حصہ پنجم میرے پاس ہے ورنہ میں اُن حوالوں پر مفصل بحث کرتا۔ اگر خدا نے توفیق دی تو پھر کسی وقت لکھونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ٭

وہ حوالے اس قسم کے تھے کہ حضرت صاحبؑ نے لکھا ہے کہ مسیحؑ کو آسمان سے کیوں اُتارتے ہو۔ وہ تو مستقل نبی تھا۔ اُمتی نہ تھا۔ اُن کو تو انجیل پر چلنے کا حکم تھا۔ وہ اُمتی نہیں ہو سکتا ٭

میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب نے اُن حوالوں کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ وہ احمدیہ لٹریچر سے واقف نہیں ہیں۔ اگر وہ واقف ہوتے تو کبھی اس قسم کی باتیں تحریر نہ فرماتے۔ کیونکہ بعض اوقات حضرت صاحب اپنے مخالف کے عقیدہ کو سامنے رکھ کر اس کو لاجواب کرنے کے لئے لکھا کرتے ہیں اور بعض غلطی سے ان باتوں کو حضرت صاحبؑ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں کہ دیکھو آپ بھی ایسا مانتے ہیں۔ مثلاً یہاں ہی دیکھ لو۔ آپ مخالفین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کو آسمان سے کیوں اُتارتے ہو۔ حالانکہ آپ کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ مسیحؑ زندہ آسمان پر موجود ہیں اسی طرح غیر احمدی یہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ مستقل طور پر صاحب شریعت نبی تھے تو پھر وہ اُمتی کیسے ہو سکتے ہیں۔ اُمتی تو تب ہوتے کہ آپؑ کو نبوت آنحضرت صلعم کی اُمت میں ہو کر آپؐ کی معرفت ملتی۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ کو اُن کے خیال میں نبوت پہلے ہی سے ملی ہوئی تھی اور وہ بھی مستقل شریعت والی۔ تو پھر ایسا مستقل شریعت لانے والا کیسے اُمتی ہو سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ٭

رہا یہ جو لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو انجیل پر چلنے کا حکم تھا۔ سو یہ غلط نہیں لکھا۔ انجیل پر چلنے کا حکم ہونے سے انجیل شریعت کی کتاب نہیں ہو سکتی۔ انجیل پر چلنے کا حکم بیشک تھا مگر توریت پر چلنے اور چلانے کا ساتھ ہی حکم موجود تھا۔ دوسرے نبی جو توریت کے بعد آئے اُن کو اُن کی وحی اور اُن کی اپنی کتابوں پر چلنے کا حکم تھا لیکن ساتھ ہی توریت پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی وہ چلتے تھے۔ توریت اُن کے لئے شریعت تھی اور اُن کی اپنی کتابیں بطور فرع کے توریت کے ماتحت تھیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی انجیل توریت کے ماتحت ایک فرع تھی۔ ہر دو پر دیگر انبیائے بنی اسرائیل کی طرح چلنے کا حکم تھا۔ مثلاً حضرت یوشع بن نون جو کہ حضرت موسیٰؑ کے پہلے خلیفہ تھے۔ آپ نبی بھی تھے۔ آپ پر خدا کا کلام بھی اُترتا تھا۔ اور اس کلام پر چلنے کا حکم بھی ملتا تھا اور آپ اس حکم پر کاربند بھی ہوتے تھے۔ لیکن ان باتوں کے باوجود توریت ہی شریعت کی کتاب اُن کے لئے تھی۔ دیکھو یوشع بن نون کی کتاب باب ۱ آیت ۱ و ۳۔ ۴ و ۷۔ ان آیات میں آپ کو یردون پار جانے اور ملک کو فتح کرنیکا حکم ہے اور پھر اس کی تعمیل بھی کرنے کا ذکر ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو انجیل پر چلنے کا حکم تھا۔ اور اس حکم کی وجہ سے انجیل شریعت کی کتاب نہیں ہو سکتی۔ ورنہ پھر حضرت یوشع بن نون کی کتاب کو بھی شریعت قرار دینا پڑیگا۔ دیگر انبیائے بنی اسرائیل کو بھی صاحب شریعت قرار دینا ہوگا اور میرا خیال ہے حضرت صاحبؑ نے یہ اس وقت لکھا ہوگا کہ آپ کو قرآن پر چلنے کا حکم نہیں تھا۔ انجیل پر چلنے کا تھا۔ خیر جب مجھے اصل حوالے مل گئے اس وقت میں مفصل تحریر کرونگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ ؛

اب مَیں ذیل میں چند حوالے درج کرتا ہوں۔ اس سے پتہ لگ جائیگا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا کیا مذہب انجیل کے بارے میں تھا۔ مثلاً براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۹۹ میں لکھا ہے۔ "مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰؑ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے" اسی طرح ازالہ اوہام صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں "مسیح صرف اسی کام کے لئے آیا تھا کہ توریت کے احکام شدو مد کے ساتھ ظاہر کرے"۔ پھر صفحہ ۱۹ پر فرمایا ہے "مسیح ابنِ مریمؑ نے حضرت موسیٰؑ کے دین کی تجدید کی اور حقیقت اور مغز۔ توریت کا جس کو یہودی بھول گئے تھے اُن پر دوبارہ کھول دیا" اسی طرح ۳۱ راگست ۱۹۰۱ء کو بابو غلام مصطفٰے صاحب ہیڈ سپیل کمشنر وزیرآباد کو مخاطب کرکے دوران تقریر میں فرمایا۔ "حضرت مسیحؑ جیسے اپنی کوئی شریعت لیکر نہ آئے تھے بلکہ توریت کو پورا کرنے آئے تھے۔ اسی طرح محمدی سلسلہ کا مسیح اپنی کوئی شریعت لیکر نہیں آیا۔ بلکہ قرآن شریعت کے احیاء کیلئے آیا ہے"۔ الحکم جلد ۵ نمبر ۴۔ دوسری جگہ ۱۹ راپریل ۱۹۰۱ء کو فورمن کالج لاہور کے مشنریوں کو مخاطب کرکے فرمایا "جیسے مسیح کوئی شریعت لیکر نہ آئے تھے بلکہ شریعت موسوی کے احیاء کے لئے آئے تھے میں بھی کوئی جدید شریعت لیکر نہیں آیا"

اِن چند حوالوں سے یہ بات صاف طور سے ظاہر ہوگئی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا مذہب حضرت مسیح کے بارے میں کیا تھا۔ ایسی عبارات کی موجودگی میں آپؑ کی تحریرات کے دوسرے معنی ہو ہی نہیں سکتے ڈاکٹر عبداللطیف صاحب نے اصل عبارات کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ امید ہے آیندہ وہ اس قسم کی باتیں تحریر نہ کرینگے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاتمہ اور خلاصہ مطلب

اِن سب باتوں کے بعد پھر مَیں کہتا ہوں کہ اگر حضرت مسیحؑ توریت کو منسوخ کرنے آئے تھے تو کبھی یہ نہ فرماتے "یہ نہ سمجھو کہ مَیں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں" اگر آپ نئی شریعت لائے ہوتے تو پھر کبھی تورات کے احکام کے بارے میں اس قدر زوردار الفاظ میں عمل درآمد کی تاکید نہ کرتے "پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھلائیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا" کیا توریت کو منسوخ کرنے والا نبی اسی طرح کلام کیا کرتا ہے "مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا" کیا کوئی ایمانداری سے۔ انصاف سے۔ خداترسی سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ایسے الفاظ مُنہ سے نکالنے والا توریت کو منسوخ کرنے آیا تھا۔ کیا نئی شریعت کا لانے والا پُرانی شریعت کے متعلق اتنے زوردار الفاظ میں عملدرآمد کرنیکا حکم دے سکتا ہے "لیکن جو اُن پر عمل کریگا اور ان کی تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا" اگر توریت کی شریعت اس قابل نہ رہی تھی کہ آپ کے حواری اور مرید اس پر کاربند ہوں تو کیا آپؑ ایسا حکم دے سکتے تھے "فقیہہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں پس جو کچھ وہ تمھیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو" اور "مَیں تم سے کہتا ہوں اگر تمھاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوگے"

کیا نئی شریعت لانیوالا ابدی زندگی حاصل کرنے کی خواہش کرنے والے کو توریت کے احکام پر چلنے کی تعلیم دے سکتا تھا کہیں حضرت موسیٰؑ کی کتاب احبار کی طرف لوگوں کو چلنے کی تاکید کرتے ہیں۔ کبھی آپ کی کتاب خروج سے تعلیم بیان کرکے اسپر عمل درآمد پر زور دیتے ہیں۔

کیا توریت کے روزوں کو منسوخ کرنیوالا اسی طرح حکم دیا کرتا ہے "اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اُداس مت بناؤ"

کیا سبت کی حرمت کو توڑنے والا مصیبت کے ایام آنے کے وقت ایسی ہی دعا اپنے حواریوں کو سکھایا کرتا ہے "پس دعا مانگو کہ تمھیں جاڑوں میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے" یعنی کہ جب تم پر مصیبت آئے اور اس مصیبت کے دن بھاگنا نہ پڑے تو دعا مانگو وہ دن سبت کا نہ ہو۔ تاکہ بھاگنے کی وجہ سے حضرت موسیٰؑ کی توریت کا حکم نہ ٹوٹے۔

پھر کیا سبت کی حرمت کو توڑنے والے کے حواری ایسے ہی ہُوا کرتے ہیں کہ جب آپؑ کو صلیب کا واقعہ پیش آیا۔ اور اس کے اگلے روز سبت تھا۔ اسوقت بوجہ سبت ایک بھی حضرت مسیحؑ کو دیکھنے کو نہ گیا جیسا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوقا ۲۳ ۵۶ میں لکھا ہے "سبت کے دن انہوں نے حکم کے مطابق آرام کیا" کیا یہ حکم سبت کو توڑنے والے کا تھا کیا یہ حکم سبت کی حرمت کو سبت کا مالک ہو کر توڑنے والے کا ہے یا یہ حکم توریت کا ہے۔ جو زرقانی صاحب کے خیال میں منسوخ ہو گیا۔ فتدبّر ٭

کیا یہ بات کسی کے خیال میں آسکتی ہے کہ کوئی نبی پہلی شریعت پر ہی چلتا رہے اور اسی پر چلنے کی تعلیم اپنے مریدوں کو دے اور نئی شریعت لانے اور پرانی شریعت کو منسوخ کرنیکا کبھی ساری عمر میں دعویٰ تک نہ کرے پھر بھی وہ مستقل صاحب شریعت نبی قرار دیا جائے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا کی طرف سے ایک نئی شریعت آئے اور وہ شریعت کبھی کسی کو دکھائی تک نہ جائے۔ کیا یہ بات یقین کے قابل ہے کہ ایک نبی تو پہلی شریعت کی عدم منسوخی کا اعلان بار بار کرے۔ اور پھر بھی کوئی یہ کہے کہ وہ اعلان غلط تھا۔ وہ اعلان درست نہ تھا۔ پرانی شریعت منسوخ ہو گئی تھی۔ پرانی شریعت اس قابل نہ رہی تھی کہ لوگ اس پر کاربند ہوں؟

تم جاؤ۔ موجودہ اناجیل کا ایک ایک ورق اُلٹتے جاؤ۔ ایک ایک سطر کو پڑھو۔ ایک ایک لفظ پر غور کرو تم کو کہیں بھی اور کسی جگہ بھی۔ کسی مقام پر بھی یہ نہ ملیگا کہ اب توریت منسوخ ہو گئی ہے۔ اس پر کاربند ہونیکی ضرورت اب باقی نہیں۔ اس لئے کہ اس کی جگہ ایک نئی شریعت آگئی ہے۔

تم جاؤ اور دیکھو تم کو کہیں بھی نہ ملیگا کہ حضرت مسیحؑ نے توریت کے روزے بدل دئیے۔ تم جاؤ اور غور کرو آپکو کسی جگہ بھی لکھا ہوا نہ ملیگا کہ توریت کی حرام کردہ اشیاء کو میں حلال کرنے آیا ہوں۔

تم جاؤ۔ اناجیل کو اٹھا کر غور کی نگاہ سے دیکھو۔ سبت کی حرمت کی منسوخی کا کسی جگہ بھی اعلان نہ پاؤ گے۔ کہیں بھی لکھا ہوا یہ نہ دیکھو گے کہ توریت میں سبت کی حرمت کا جو حکم تھا اب میں اس کو منسوخ کرتا ہوں لہٰذا اب تم اب سبت کی حرمت چھوڑ دو۔ کسی جگہ بھی نہیں۔ ایک جگہ بھی نہیں ٭

قرآن کریم نے قفینا علیٰ اٰثارھم بعیسی ابن مریم فرما کر آپ کی پوزیشن کو واضح کر دیا۔ قرآن کریم نے یحکم بھا النبیون کی فہرست میں حضرت عیسیٰؑ کو شامل فرما کر توریت کے تابع ہونیکا اعلان کر دیا۔ قرآن کریم نے یعلمہ الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل فرما کر توریت ہی کی شریعت دئیے جانیکا ذکر صاف صاف کر دیا ہے۔ قرآن کریم نے توریت کے متعلق یہ فرما کر کہ من قبلہ کتاب موسیٰ اماما و رحمۃ موسیٰ ہی کی کتاب ہے جو قرآن کریم سے قبل ایک شریعت کی کتاب تھی۔ وہی لوگوں کے لئے امام اور رحمت تھی۔ انجیل کے ذکر کو چھوڑ دیا تاکہ کوئی انجیل کو بھی قرآن سے قبل آنیوالی شریعت قرار نہ دے لے۔ اور جنوں کی جماعت نے بھی یہی اعلان اپنی قوم میں کیا کہ انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ کہ ہم نے موسیٰ کے بعد نازل ہونے والی شریعت کی کتاب کو سُنا ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا کوئی ہے جو غور کرے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کے اس دعویٰ کی صداقت کا سچے دل سے اقرار کرے "کہ مسیح ابن مریم نے حضرت موسیٰؑ کے دین کی تجدید کی اور حقیقت اور مغز توریت کا جس کو یہودی بھول گئے تھے اُن پر دوبارہ کھول دیا" اور یہ کہ "مسیح کوئی شریعت لیکر نہ آئے تھے بلکہ شریعت موسوی کے احیاء کیلئے آئے تھے"

جو شخص میرے مضمون کے ہر دو حصوں کو غور سے پڑھیگا۔ اور دوسری طرف زرقانی صاحب کے مضامین کا مطالعہ کریگا۔ اور پھر انصاف سے کام لیگا اس پر انشاء اللہ تعالیٰ یہ آفتاب کی طرح روشن ہو جائیگا کہ انجیل شریعت کی کتاب ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل بہا کو انصاف کرنیکی کی توفیق دے۔ والسّلام

خاکسار محمد صدیق احمدی سنوری از ملک برما

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف پر اعتراض کا جواب

موجودہ زمانہ میں جب خدا تعالیٰ نے اپنی سُنّت قدیمہ کے مطابق ایک اولو العزم اور جلیل القدر انسان کو دنیا میں ہماری رہنمائی کے لئے بھیجا کہ اس کے بندے راہِ راست پر آجادیں اور دوزخ کے سخت خطرناک اور عبرتناک عذاب سے رہائی پائیں تو اگرچہ اکثر لوگوں کے سینے کھل گئے اور سعید روحوں نے خدا کے فرستادے کو قبول کیا مگر بہت سے ایسے نااہل۔ بے سمجھ۔ اور متعصب انسان بھی تھے جنہوں نے نہ صرف اسے قبول ہی نہ کیا بلکہ اس کے مقابل پر کھڑے ہو گئے اور مخالفت کا ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا اور ہر رنگ میں اسپر اعتراض کرنے لگ گئے اگرچہ ہماری جماعت کی طرف سے ایسے تمام اعتراضات کے تفصیلی جوابات کئی بار دیئے جا چکے ہیں۔ مگر انہیں اس سے کوئی غرض نہیں وہ برابر لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ان اعتراضات میں سے جو لوگوں نے سیّدنا حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر کئے۔ دو اعتراض اس کشف پر بھی کئے جاتے ہیں جس میں حضورؑ نے اللہ تعالیٰ کے متعلق دیکھا کہ اس نے بعض پیش کردہ کاغذات پر دستخط فرمائے ہیں۔ اس وقت کچھ قطرات سُرخ روشنائی کے حضورؑ کے کرتہ مبارک پر گر پڑے جو بعد میں مولوی عبداللہ سنوری نے لے لیا ؛

پہلا اعتراض مادہ پرست لوگوں اور علمائے ظواہر کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ سُرخ روشنائی کے چھینٹے عالم محسوسات میں کیونکر ظاہر ہو گئے اور یہ کیسے ہو گیا کہ وہاں کچھ نہ تھا اور سیاہی کے چھینٹے گر پڑے دوسرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعتراض یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی جسم نہیں پھر وہ کیونکر جسم میں نظر آگیا؟ مگر ایسے تمام لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ چونکہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اس لئے ایسے واقعات اولیاء اللہ سے ظہور میں آتے رہتے چنانچہ میں خاص طور پر آج کل کے جبہ پوش مولویوں سے کہتا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ وہ پھر ان اعتراضات کو دُہرائیں پہلے مندرجہ ذیل واقعات کو ذہن نشین کر لیں اور پھر سوچیں اور اندازہ لگائیں کہ کیا ایسا ہو بھی سکتا ہے یا نہیں اور پھر یہ کہ کس حد تک یہ اعتراض کرنے میں حق بجانب ہیں۔ پہلے میں سُرخ روشنائی کے چھینٹوں کے گرنے کے متعلق واقعات لکھتا ہوں جس سے یہ امر ثابت ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے بعد میں دوسرے اعتراض کا جواب تحریر کرونگا۔

---

(۱) سب سے پہلے قرآن مجید سے ہی ثابت کرتا ہوں کہ سیاہی کا گرنا محال نہیں قرآن فرماتا ہے وان من شیءٍ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم کہ ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں ہم ان کو ایک مقررہ اندازے سے اُتارتے ہیں۔ کیا "ہر چیز" میں "سُرخ روشنائی" شامل نہیں۔

(۲) عبداللہ بن الجلاء صوفی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ وہ مدینے میں بھوکے تھے تو آنحضرت صلعم کے روضے پر آئے اور کہا "یارسول اللہ بی فاقۃ وانا ضیفک" کہ اے رسولِ خدا میں آپ کا مہمان ہو کر بھوکا ہوں" اور پھر ذرا ہٹ کر سو گئے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر ایک روٹی انہیں دی وہ فرماتے ہیں "فاکلت بعضہ وانتبھت وفی یدی بعض الرغیف۔ کہ میں نے اس روٹی کا کچھ حصہ کھایا کہ جاگ پڑا تو باقی حصہ روٹی کا میرے ہاتھ میں تھا۔ گویا جو روٹی خواب میں ملی تھی وہ خارج میں بھی موجود تھی (منتخب الکلام فی تعبیر الاحلام مصنفہ ابن سیرین و تذکرۃ الاولیاء باب ۸۴)

(۳) بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ "ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اضطجع ذات یوم فاستیقظ وھو حائر وفی یدہٖ تربۃ حمراء یقلبھا قلت ماھذا التربۃ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اخبرنی جبرائیل ان ھذا یعنی الحسین یقتل بارض العراق وھذہٖ تربتھا (شرح سر الشہادتین ص۸۳ و کنز العمال) ترجمہ:۔ ایک دن رسول خدا صلعم جب بیدار ہوئے اور آپ کے ہاتھ میں سُرخ مٹی تھی جس کو حضورؐ اُلٹ پلٹ رہے تھے میں نے پوچھا حضورؐ یہ مٹی کیسی ہے؟ فرمایا جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ حضرت حسینؓ عراق کی زمین میں قتل کیا جائیگا اور یہ اس کی مٹی ہے" اب دیکھیئے یہ خواب کی بات تھی مگر وہ مٹی اور وہ بھی خون سے سُرخ مٹی حضورؐ کے ہاتھ میں بیداری کے وقت بھی رہ گئی۔

(۴) حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی اپنے رسالہ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین کے ص۔ پر تحریر فرماتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں:۔ الحدیث التاسع عشر اخبرنی سیدی الوالد انہٗ رکب فی رمضان الیٰ مکان فاصابہ الحر والتعب فنام فی تلک الحالۃ فرای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعطاہ طعاماً لذیذاً متخذاً من الارز والحلاوۃ والزعفران والسمن۔ فاکل حتّٰی شبع و اعطاہ ماءً بارداً فشرب حتی روی ثم استیقظ لاجوع لہ ولا عطش وفی یدہ ریح الزعفران۔ ترجمہ:۔ انیسویں حدیث جناب والد صاحب نے بیان کیا کہ ماہ رمضان شریف میں کہیں جانے کو سوار ہُوا میں تو گرمی و تکلیف مجھے بہت ہوئی مَیں سوگیا۔ اس حال میں تو زیارت ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ نے لذیذ کھانا عنایت کیا چاول اور قند اور گھی سے تیار ہُوا تھا۔ وہ کھایا اور سیر ہُوا اور پانی سرد عطا ہُوا۔ اسے پیا۔ تشنگی دفع ہوئی۔ پھر جب جاگا تو نہ بھوک تھی نہ پیاس اور ہاتھوں سے زعفران کی خوشبو چلی آتی تھی۔

(۵) ایسے ہی شاہ ولی اللہ صاحب صفحہ پر فرماتے ہیں:۔ الحدیث الخامس عشر۔ اخبرنی والدی انہ کان مریضاً فرای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقال کیف حالک یا بُنَیّ ثم بشّرہ بالشفاء و اعطاہ شعرتین من شعور لحیتہ فافاق من المرض فی الحال وبقیت الشعرتان عندہ فی الیقظۃ فاعطانی احدھما فھی عندی۔ ترجمہ:۔ پندرھویں حدیث۔ مَیں نے جناب والد سے سُنا کہ وہ بیمار ہوئے تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے فرمایا کیف حالک یا بنی یعنی بیٹا تیرا کیا حال ہے پھر شفا کی خوشخبری دی اور دو تار موئے مبارک ریش مکرّم کے عنایت کیئے اسوقت وہ تندرست ہوگئے اور وہ دو نو تار موئے مبارک جب جاگے تو موجود تھے ان میں سے ایک مجھے دیا وہ میرے پاس موجود ہے۔

(۶) جناب شمس العلماء شبلی نعمانی مرحوم اپنی کتاب الغزالی صفحہ ۳۶ پر ایک صوفی کا واقعہ یوں درج فرماتے ہیں:۔
"قطب شاذلی مشہور صوفی گذرے ہیں ایک دن وہ احیاء العلوم ہاتھ میں لیکر نکلے اور لوگوں سے کہا جانتے ہو یہ کیا کتاب ہے۔ یہ کہکر اپنے اعضاء پر کوڑوں کے نشان دکھلائے۔ اور کہا کہ پہلے مَیں اس کتاب کا منکر تھا آج شب کو امام غزالی نے مجھ کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش کیا اور اس جُرم کی سزا میں مجھ کو کوڑے لگائے گئے"

(۷) حضرت مولانا حاجی شاہ امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی کی کرامات میں سے ۳۹ ویں کرامت یہ لکھی ہے "ایک نہایت معتبر شخص ولایتی بیان کرتے تھے کہ میرے ایک دوست جو شاہ صاحب سے بیعت تھے حج کو تشریف لیجاتے تھے بمبئی میں اگنبوٹ میں سوار ہوئے اگنبوٹ نے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکّر کھاکر غرق ہوجائے ...... انہوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں تو اس یاس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا......اسی وقت ان کا اگنبوٹ غرق سے نکل گیا اِدھر تو یہ قصہ پیش آیا اُدھر اگلے روز مخدوم جہان اپنے خادم سے بولے ذرا میری کمر دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔ خادم نے کمر دبانے دباتے پیراہن مبارک جو اُٹھایا تو دیکھا کہ کمر چھلی ہوئی ہے۔ اور اکثر جگہ سے کھال اُتر گئی ہے۔ پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے کمر کیونکر چھلی؟ فرمایا کچھ نہیں۔ پھر پوچھا آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ دریافت کیا کہ یہ تو حضرت کہیں رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں باہر بھی تشریف نہیں لے گئے فرمایا ایک اگنبوٹ ڈوبا جاتا تھا اس میں ایک تمہارے سلسلے کا بھائی تھا اس کی گریہ زاری نے بے چین کردیا اگنبوٹ کو کمر کا سہارا دیکر اوپر کو اُٹھایا۔ جب آگے چلا بندگان خدا کو نجات ملی اس سے چھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔" (کرامات امدادیہ صـ۲۱)

(۸) مشہور پادری ایس ایم زویمر صاحب ڈی ڈی اپنی کتاب "الغزالی" کے صـ۳ پر ایک تاریخی واقعہ لکھتے ہیں:-

"ہمارے زمانے میں ایک شخص مصر میں تھا وہ امام غزالی کو ناپسند کرتا تھا اور بُرا بھلا کہتا اور اس کی ہجو کیا کرتا تھا اس نے نبی (آنحضرت صلعم) کو خواب میں دیکھا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ اس کے آس پاس تھے اور امام غزالی ان کے سامنے بیٹھے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ اے رسول خدا یہ شخص تیرے خلاف بکتا رہتا ہے اس پر حضرت نے حکم دیا کہ چابک لاؤ سو امام غزالی کی خاطر اس شخص کو چابکوں کی مار پڑی جب یہ شخص خواب سے بیدار ہوا تو چابکوں کے نشان اس کی پیٹھ پر موجود تھے وہ شخص رورو کر یہ قصہ بیان کرتا تھا"

اب میں دوسرے اعتراض کو لیتا ہوں کہ خدا چونکہ جسم نہیں رکھتا اس لئے جسم کیونکر نظر آگیا

(۱) اس کا پہلا جواب تو یہی ہے کہ جب یہ خواب ہے تو اسکو حقیقت پر کیوں محمول کیا جاتا ہے کیونکہ خواب کو حقیقت پر محمول کرنا حد درجے کی نادانی ہے۔

(۲) امام شعرانی فرماتے ہیں۔ انہ تری فیہ (فی المنام) واجب الوجود الذی لا یقبل الصور فی صورۃ ویقول لک معبر المنام صحیح ما رایت ولکن تاویلھا کذا وکذ فقد قبل المحال الوجود فی ھٰذہ الحضرۃ (الیواقیت والجواہر جلد ۱ صـ۱۹۳) ترجمہ:- تم خواب میں اللہ تعالیٰ کو جس کی درحقیقت کوئی شکل نہیں کسی شکل میں متمثل دیکھ سکتے ہو اور تعبیر کرنے والا خواب صحیح قرار دیکر اس کی تعبیر کریگا۔ اس عالم کشف میں ایک محال چیز موجود ہوگی۔

(۳) حدیث ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ رأیت ربی فی صورۃ شاب امرد لہ وفرۃ کہ رسول کریم نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو ایک نوجوان کی شکل میں دیکھا جس کے لمبے بال تھے (در منثور جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)

(۴) اس طرح ایک اور حدیث ہے۔ اتانی اللیلة ربی فی احسن صورة احسبہٗ قال فی المنام فقال یا محمد اتدری فیما یختصم الملاء الاعلیٰ قلت لا فوضع یدہ بین کتفی حتی وجدت بردھا بین ثدی فعلمت مافی السموات ومافی الارض۔ ترجمہ:۔ آج رات خواب میں میرا رب میرے پاس نہایت اچھی شکل میں آیا اس نے فرمایا اے محمد (صلعم) تجھے معلوم ہے ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ مجھے سینے میں ٹھنڈک محسوس ہوئی اور مجھے آسمانوں اور زمین کا علم ہوگیا (در منثور جلد ۵ صفحہ ۳۱۹ و جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۵۵)

(۵) پھر لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو سبز لباس میں دیکھا (کتاب الاسماء والصفات صفحہ ۳۱۴)

(۶) حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ایک دفعہ اپنی ماں ایک دفعہ اپنے باپ کی شکل میں دیکھا۔

(۷) صوفیائے اسلام کا کیا مذہب ہے۔ والصوفیة یقولون ان للہ عزوجل الظھور فیما یشاء علی مایشاء وھو سبحانہٗ فی حال ظھورہ باق علیٰ اطلاقہ حتی عن قید الاطلاق فانہ العزیز الحکیم ومتی ظھر جلّ وعلا فی صورة اجریت علیہ سبحانہٗ احکامھا من حیث الظھور فیوصف عزّ مجدہ عندھم بالجلوس ونحوہ من تلک الحیثیة (تفسیر روح المعانی جلد ۴ صفحہ ۵۷۳)

ترجمہ:۔ صوفیاء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس پر اور جس صورت میں چاہے ظہور کر سکتا ہے اور اس حالت میں بھی مطلق ہوگا حتیٰ کہ اطلاق کی قید سے بھی بالا ہوگا اور وہ کسی صورت میں ظہور فرمائے تو اس پر اس کے مطابق احکام جاری ہونگے اس بنا پر ان کے نزدیک حیثیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹھنے وغیرہ کا لفظ بول سکتے ہیں"

(۸) قول المستحسن فی فخر الحسن کے صفحہ ۲۷ پر ایک حدیث یوں درج ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رایت ربی فی احسن صورة ووضع کفہ بین کتفی حتی وجدت بردانا ملہ بین ثندوتی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو نہایت ہی خوبصورت شکل میں دیکھا ..... الخ

(۹) اور کتاب مذکور کے صفحہ ۲۷ پر یہ حدیث درج ہے۔ انہٗ رایٰ ربہ فی المنام فی صورة شاب موفر فی حضرة علےٰ فراشہ فراش من ذھب فی رجلیہ نعلان من ذھب کہ آنحضرت صلعم نے خدا تعالیٰ کو ایک ایسے جوان کی صورت میں دیکھا کہ جس کے بال کانوں تک پہنچے ہوئے تھے اور اس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچھونا سونے کا تھا اور پاؤں میں سونے کا جوتا تھا۔

(۱۰) اور المصنوع فی احادیث الموضوع صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے۔ وفی اللآلی عن ابن عباس رفعہ رأیت ربی فی صورۃ شاب لہٗ وفرۃ وروی فی سورۃ شاب امرد قال ابن صدقہ عن ابی ذرعۃ حدیث ابن عباس صحیح لا ینکرہ الا معتزلی۔۔۔۔ والحدیث ان حمل علی رؤیۃ المنام فلا اشکال وان حمل علی الیقظۃ فاجاب المحقق ابن ھمام بان ھذا حجاب الصورۃ کہ لآلی میں حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں نے خدا تعالیٰ کو نوجوان لمبے بالوں والا دیکھا ایک روایت ہے کہ امرد یعنی نوجوان کی صورت میں دیکھا حضرت ابن صدقہ کہتے ہیں کہ حدیث ابن عباس کی صحیح ہے سوائے معتزلی کے کوئی اس کا انکار نہیں کرتا۔ اگر اس حدیث کو رویت خواب پر محمول کیا جائے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر بیداری پر محمول ہو تو محقق ابن ہمام نے جواب دیا ہے کہ یہ صورت کا پردہ تھا"

(۱۱) جسمانی معراج کے قائلین کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ظاہری آنکھوں کے ساتھ بیداری میں ہی خدا تعالیٰ کو دیکھا تھا اب معترض بتائیں کہ کیا اس سے اللہ تعالیٰ کا جسمانی ہونا ثابت ہوتا ہے؟

(۱۲) جناب مولوی محمد ادریس صاحب دیوبندی نے اپنی کتاب کلمۃ اللہ میں امکانی رویت باری تعالیٰ کو ثابت کیا ہے (دیکھو صفحہ ۲۱ تا ۲۳)

(۱۳) ملائکہ کی رویت تو متفقہ طور پر مسلم ہے بلکہ آنحضرت صلعم نے جبرائیل کو بھی اور ایک مرتبہ تو صحابہؓ نے بھی اس کو متشکل بصورت انسانیہ بیداری میں ہی دیکھا تھا (بخاری) تو کیا ملائکہ اور پھر بالخصوص حضرت جبرائیل کا اس سے جسمانی ہونا لازم آتا ہے۔

ان مندرجہ بالا اکیس واقعات کی موجودگی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک کشف پر جو عین پہلے بزرگوار اولیاء اللہ اور محدثین اور پھر اس سے بڑھ کر حضرت فخر الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف کے عین مطابق تھا۔۔۔۔ تم اس لئے اعتراض کرتے ہو کہ مخالفت میں اندھے ہو گئے ہو۔ حضرت مرزا صاحب نوشتوں کے مطابق آئے ہیں اس لئے ہر شخص کو قبول کرنا چاہیئے کہ عاقبت متقین کی ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

والسلام

محمد اشرف بھاٹی دروازہ محلہ پٹرنگاں

لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا نبیّ بعدی کے حقیقی معنے

(یہ مضمون جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل مصری کی ایک تقریر کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔)

غیر احمدی صاحبان ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ احمدی من گھڑت اور خود ساختہ تاویلیں کرتے ہیں۔ حالانکہ تاویلیں وہ خود کرتے ہیں چنانچہ حدیث لا نبیّ بعدی سے وہ ختم نبوّت پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لا نبیّ بعدی میں لا نفی جنس کا ہے اور نبی نکرہ ہے یعنی ہر نبوّت خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی آنحضرت صلعم پر ختم ہے ہم کہتے ہیں کہ اچھا ہم اس کو تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیتے ہیں لیکن یہ بتاؤ کہ جب تم اس بات کے قائل ہو کہ اب کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا تو مسیح ناصریؑ کے دوبارہ آنے کا عقیدہ کیوں رکھتے ہو وہ بھی تو ایک نبی تھے اسپر وہ کہہ دیتے ہیں کہ اس جگہ نیا نبی مراد ہے نیا نبی کوئی نہیں آسکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پرانے نبی ہیں لہٰذا وہ آسکتے ہیں۔ لا نبیّ بعدی کے یہ معنے کرنے سے اپنی طرف سے تو ان کی یہ غرض ہوتی ہے کہ نبی کریمؐ کی شان کو بلند کریں اور ہم پر الزام دیتے ہیں کہ یہ نبی کریمؐ کی ہتک کرتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود نبی کریمؐ کی ہتک کرتے ہیں۔ احادیث میں آیا ہے کہ مہدیؑ کے آنے کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اُس وقت دُنیا فسق و فجور اور کفر و بدعت کے دریا میں غرق ہو گی اور اس وقت کا فساد ایسا ہو گا کہ اس سے پہلے تختۂ عالم پر ایسے فساد کا کبھی بھی ظہور نہیں ہُوا ہو گا اور نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ اُس وقت اسلام کا صرف نام باقی رہ جائیگا اور حقیقت کچھ نہ ہو گی اور قرآن کریم کو بھی لوگ رسمی طور پر پڑھینگے اس کی حقیقت اور حقائق و معارف سے بالکل ناآشنا ہونگے۔ اس سے بالبداہت ثابت ہے کہ مہدی کے آنے کے وقت ایسا بڑا فساد ہو گا جس کی نظیر دنیا میں نہ ملے گی اور وہ پچھلے تمام ان فسادات سے جن کے دُور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ وقتاً فوقتاً نبی مبعوث فرماتا رہا ہے بہت خوفناک ہو گا۔ غیر احمدی حضرات بتائیں کہ کیا اس بڑے فساد کو دُور کرنے کے لئے سوائے مسیح ناصریؑ کے خدا تعالیٰ کو کوئی بھی ایسا نبی نظر نہ آیا جو اس فساد کو دُور کر سکتا؟

اس عقیدے سے یعنی حضرت عیسیٰؑ کا آکر فساد دُور کرنا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی طرح سے ہتک ہے۔ اوّل تو اس طرح کہ جب حضرت عیسیٰؑ کو خدا نے اس بڑے فساد کو دُور کرنے کیلئے چُنا تو حضرت عیسیٰؑ کی شان ہمارے نبی کریم صلعم سے بڑھکر ہوئی کیونکہ اگر یہ فساد نبی کریمؐ کے زمانے سے چھوٹا ہوتا تو پھر تو ہم مان لیتے کہ اس میں نبی کریمؐ کی ہتک نہیں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ بڑے فتنے کو دُور کرنے کے لئے بڑا نبی بھیجا جاتا ہے اور چھوٹے کے لئے چھوٹا۔ لہٰذا بڑے فساد کو دُور کرنا بھی بڑا اہم کام ہے تو جب حضرت عیسیٰؑ کو خدا نے اس بڑے فساد کی اصلاح کے لئے چُنا تو ان کی شان سب نبیوں سے حتّٰی کے نبی کریمؐ سے بھی بڑھکر ہوئی۔ اور قرآن کریم جو نبی کریمؐ کی تعریف سے بھرا پڑا ہے اور جس میں آپ کو رحمۃً للعٰلمین وغیرہ القاب سے ملقب کیا گیا ہے اُنکا ابطال ہوتا ہے اور اس طرح تم حضرت عیسیٰؑ کو افضل ٹھیراتے ہو۔ اس سے تو یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ قرآن کریم نعوذ باللہ ناقص ہے اور اسلام ابھی کامل نہیں اور الیوم اکملت لکم دینکم غلط ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمے کی بجائے حضرت عیسیٰ کا کلمہ پڑھنا چاہیئے۔ اگر کہو کہ مسیح ناصریؑ آسمان سے قرآن یاد کرکے اور اس کے حقائق و معارف خدا سے سیکھ کر آئینگے اور وہ حضرت نبی کریمؐ کے اُمتی ہو کر آئینگے جس سے نبی کریمؐ کی شان ظاہر ہوگی۔ تو اس کا جواب اوّل تو یہ ہے کہ یہ محض ایک دعویٰ ہے جس کی دلیل کوئی نہیں اور اگر یہ ہو بھی تو نبی کریمؐ کو ہی اللہ تعالیٰ نے کیوں نہ دوسری دفعہ بھیجدیا تاکہ ان کی شان اور بڑھ جاتی۔ لہٰذا یہ بات درست نہیں۔ دوسرے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ وہ ایک اُمتی کی حیثیت میں آئینگے۔ ... ... کیونکہ اُمتی اس کو کہتے ہیں کہ جس نبی کا وہ تابع ہے اور جس کا اُمتی ہے اگر وہ دنیا میں نہ آیا ہوتا اور اس کے آنے سے پہلے یہ شخص گذر جاتا تو وہ اُمتی نہیں کہلا سکتا تھا جیسا کہ اگر نبی کریمؐ تشریف نہ لاتے تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور باقی صحابہؓ گمراہ رہتے اور مومن نہ ہوتے۔ لہٰذا اُمتی کا لفظ اس بات کو مستلزم ہے کہ جس نبی کا وہ مطیع ہے اگر وہ دنیا میں نہ آتا۔۔ تو وہ امتی کافر ہوتا۔۔۔۔ اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ جب حضرت مسیحؑ دنیا میں آئے تھے اُس وقت نبی کریمؐ نہ تھے لہٰذا غیر احمدیوں کے اس عقیدے کی رُو سے حضرت عیسیٰؑ نعوذ باللہ غیر مومن ٹھیرتے ہیں اور اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی مثال غیر احمدیوں پر صادق آتی ہے اور ان کا اعتراض کہ احمدی اور ان کے بانی حضرت مسیحؑ کو بُرا کہتے ہیں بالکل غلط ہے اور اُلٹا ان کے اوپر وارد ہوتا ہے کیونکہ وہ اس ناقابل قبول تاویل سے ان کو کافر ٹھیراتے ہیں اور وہ اس سے ایک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں دوسرے حضرت مسیحؑ کی اور تیسرے اللہ تعالیٰ کی بھی سخت ہتک کرتے ہیں ۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ احمدی اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کے منکر ہیں اور قادر مطلق کے معنے وہ یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے وہ ایسا کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھالے ... ... اور آخری زمانے میں ان کو دوبارہ قرآن کریم سکھا کر بھیجے۔ اس کے متعلق ہماری گذارش یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کی کیا خصوصیت ہے کیوں نہ آنحضرتؐ کو ہی اللہ تعالیٰ آسمان پر لے گیا تاکہ آخری زمانے میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ ہی اپنی اُمّت کی اصلاح کے لئے دوبارہ مبعوث کیئے جاتے پھر جس طرح تم کہتے ہو کہ کیا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر لیجانے اور دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں۔ یہی طرح ہم کہتے ہیں کہ کیا وہ ایک نیا نبی بھیجدینے پر قادر نہیں ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا وہ اپنے وعدہ کے خلاف بھی کرتا ہے؟ اور کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ تم کو اور تمھارے باپ دادوں کو بھی آسمان پر اُٹھا لیجاتا اور حضرت عیسیٰؑ کی بجائے نبی کریمؐ کو آسمان پر لیجاتا ؛

رات کو روٹی وہی شخص سنبھال کر رکھتا ہے جس کو صبح ملنے کی امید نہ ہو اور خیال کرے کہ صبح شاید ملے یا نہ ملے۔ اس لئے اسی روٹی کو رکھ لوں گویا حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے بقول تمھارے آسمان پر صرف اسی لئے دو ہزار سال سے محفوظ رکھا ہُوا ہے کہ شائد آخری زمانے کے سب سے بڑے فتنے کے فرو کرنیکے لئے کوئی نیا نبی پیدا کر سکوں یا نہ کر سکوں اور شائد اس طرح کا مسیح پھر پیدا ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ پس بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ جب ہر ایک چیز پر قادر ہے تو کیا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ایک نیا نبی مبعوث فرمائے اللہ تعالےٰ کے قادر مطلق ہونیکے تو تم خود منکر ہو اور اعتراض ہم پر کرتے ہو ؛

اب جب ہم کو معلوم ہو گیا کہ جو تاویل غیر احمدی کرتے ہیں وہ درست نہیں بلکہ ناقابلِ قبول اور اسلام کو بدنام کرنے والی ہے تو پھر ہم لا نبیّ بعدی کی ایک سیدھی سادھی اور درست تاویل کرتے ہیں ؛

ہم کہتے ہیں لا نبیّ بعدی یعنی نبی کی جنس میں سے کوئی نہیں میرے بعد کے لفظ میں بھی تاویل کرنیکی ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہم مان لیتے ہیں کہ لا نفی جنس کا ہے۔ ہم اس کو دیکھتے ہیں کہ میرے بعد کے کیا معنے ہیں اور کیا بعدی کے معنوں پر غور کرنے کی ہم کو ضرورت ہے یا نہیں۔ پہلے ہم بتاتے ہیں کہ بعدی کے کئی معنے ہیں۔ اوّل یہ کہ بعدی یعنی بعد وفاتی۔ اگر اس کے معنے بعد وفاتی کے ہی لے لئے جاویں تو بھی درست ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ نبی کی دو حالتیں ہوتی ہیں ایک روحانی اور ایک بشری۔ بشری حالت میں وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز نہیں ہوتا۔ اسی طرح عمر بھی نبی کی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک بشری اور دوسری روحانی۔ بشری عمر لوگوں کی عمر کی طرح ایک خاص حد تک محدود ہوتی ہے لیکن اس کی ایک عمر روحانی طور پر بھی ہوتی ہے جو بشریت کی طرح محدود نہیں ہوتی۔ اور وہ اس وقت تک ہوتی ہے جبتک دنیا میں اس کا فیض اور اس کی قوّتِ قدسیہ کام کرتی رہتی ہے۔ تو جس وقت تک نبی کا فیض دنیا میں جاری رہتا ہے اور اس کی قوّتِ قدسیہ کام کرتی رہتی ہے وہ اپنی روحانی زندگی کے لحاظ سے اس وقت تک زندہ رہتا ہے لیکن جب لوگ اس کی ہدایت سے منحرف ہو جاتے ہیں اور اس کے فیض بند ہو جاتے ہیں۔ تو پھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبوت کی زندگی یعنی روحانی زندگی ختم ہو جاتی ہے ؛

اب ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ کیا بعدی سے نبی کریمؐ نے بشری زندگی مراد لی ہے یا روحانی۔ پس اگر بشری کیا جائے تو یہ دوسری روایات کے خلاف ہے جن میں ہے کہ مہدی اور عیسیٰؑ ایک ہونگے اور آخری زمانے میں آئینگے نقلی طور پر تو حدیث کے خلاف ہے اور عقلی طور پر قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن سے ثابت ہے کہ ہدایت ایک عرصے کے بعد دنیا سے اُٹھ جاتی ہے۔ اور اس حالت میں نبی کا آنا ضروری ہوتا ہے۔

پس نبی کریمؐ نے بعدی سے بشریت والی زندگی مراد نہیں لی بلکہ روحانی زندگی مراد لی ہے کہ جب میری ہدایت اور میرا نور دنیا سے اُٹھ جائیگا تو اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا یعنی تشریعی نبی کوئی نہیں آسکتا جو میری کتاب اور شریعت کو منسوخ کرے۔ گویا یہ ایک پیشگوئی فرمادی کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ کوئی نیا تشریعی نبی آئے یا میری اتباع کے بغیر کوئی نبی آئے اور میرا نور میرا سکہ میری شریعت قیامت سے پہلے پہلے دنیا سے اُٹھ جائے یہ معنے لُغت اور حدیث اور قرآن کے ہرگز منافی نہیں ہیں بلکہ مطابق ہیں سلوا اس کو تاویل نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ صحیح معنے ہیں چنانچہ بہت سے علماء نے بھی یہ معنے کئے ہیں۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ جلد ۲ کے صفحہ ۳ و ۱۷ پر لکھا ہے فالنبوۃ سارية الى يوم القيامة اور علامہ صدیق الحسن صاحب اقتراب الساعۃ کے صفحہ ۶۲ میں فرماتے ہیں "حدیث لاوحی بعدی بے اصل ہے ہاں لانبی بعدی آیا ہے اسکے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شارع ناسخ نہ آئیگا" ثابت ہوا کہ نبی کریمؐ کی اتباع میں نبی آسکتا ہے بس ہم حضرت مسیح موعودؑ کو نبی کریمؐ کے بعد نبی نہیں مانتے بلکہ آپؐ کے فیض سے تربیت یافتہ مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کی شریعت اور ان کا فیض تا قیامت جاری رہیگا۔ قیامت کے بعد تو نہ کسی نبی کی ضرورت ہے اور نہ ہی آویگا اور نہ آسکتا ہے۔

دوسرے معنے بعدی کے ہیں ای بعد غیبوبتی جو کہ قرب پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد ان کے بھائی انکے قائم مقام ہوئے پس اگر ہم قریب کے زمانے کے معنے کریں تو یہ معنے بھی صحیح نہیں کیونکہ اگر یہ معنے کئے جائیں تو ایک نبی کی ہدایت فوراً تو زائل ہو نہیں سکتی جیسا کہ قرآن میں آیا ہے کہ ہدایت بہت دیر کے بعد دنیا سے اُٹھتی ہے نبی کے جانیکے معاً بعد لوگ گمراہ نہیں ہو جاتے اور جب دنیا میں ہدایت موجود ہو تو نبی کی ضرورت ہی نہیں ہوتی لہٰذا قرب کے زمانے کے معنے بھی یہاں نہیں ہو سکتے کیونکہ قرب کے زمانے میں تو نبی آہی نہیں سکتا تھا تو آپ کو یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی ؛

اب تیسرے معنے بعدی کے لمبے زمانے کے ہو سکتے ہیں جیسا کہ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد والی پیشگوئی کو اگر نبی کریمؐ کی طرف لیا جائے تو نبی کریمؐ ایک لمبے عرصے کے بعد یعنی چھ سو برس بعد تشریف لائے یہاں بعدی کے معنے ایک لمبا عرصہ ہے۔ اور اس جگہ نبی کریمؐ نے ایک لمبا زمانہ مراد لیا ہو کہ ایک لمبے عرصے تک میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا یعنی میری اُمت بہت لمبے عرصے کے بعد گمراہ ہوگی اور پھر نبی کی ضرورت ہوگی پہلے نہیں یہ معنے بھی یہاں چسپاں ہو سکتے ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی کریمؐ کے ایک لمبا عرصہ بعد یعنی تیرہ سو ۱۳۰۰ سال بعد تشریف لائے یہ معنے کرنے سے باقی احادیث جا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

المقتبسات والملتقطات

شراب اور سگریٹ کے متعلق ڈاکٹروں کی رائیں

(۱) ملعون ہے وہ ملک جو دوسرے ملکوں کو شراب کا تحفہ بھیجتا ہے۔ (ڈاکٹر لنکاسٹر)

(۲) شراب نہ کھانے کی چیز ہے نہ پینے کی اس کو چھوڑنا ہی اچھا ہے۔ (ڈاکٹر ابرنسی)

(۳) بیر شراب کا پینا شہر لنڈن کی آبادی میں گنٹھیا کی بیماری کا سب سے بڑا سبب ہے۔ (ڈاکٹر سی ڈور ونیل)

(۴) حقیقتاً ساری دنیا ایک عالمگیر غلطی میں مبتلا ہے۔ کہ شراب کو روح افزا اور مفید دوا خیال کرتی ہے۔ (ڈاکٹر ڈبلیو جانسٹن)

(۵) سب قسم کے نشے صحت کے دشمن ہیں۔ جو تم نہیں سمجھے۔ تو سمجھ لو۔ کہ ایک دن تم سے خوب سمجھیں گے۔ (ڈاکٹر منرو)

(۶) متواتر بیس سال کے تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ شراب خواہ کتنی ہی مقدار میں کم کیوں نہ ہو مضر صحت ہے۔ (ڈاکٹر رائے)

(۷) ہیضہ اور دیگر وبائی امراض میں وہی مبتلا ہوتے ہیں۔ جو منشیات کا استعمال کرتے ہیں۔ (ڈاکٹر ہال)

(۸) اگر شراب نہ ہوتی۔ تو دنیا بھر کے نصف جرائم اور افلاس و غمی کا بہت بڑا حصہ معدوم ہو جاتا۔ (ڈاکٹر پارکر)

(۹) شراب کی اس سے بڑھ کر اور کیا تعریف ہو سکتی ہے۔ کہ ہزاروں خرابیوں کی ماں ہے۔ (ڈاکٹر رچرڈسن)

(۱۰) یہ میرا تجربہ ہے کہ شراب بجائے نفع دینے کے ضرر پہنچاتی ہے۔ (ڈاکٹر ولیم گل)

(۱۱) شراب اسی قسم کا زہر ہے جیسے کچلہ۔ سنکھیا اور افیون اور یہ انسان کی صحت کے لئے ویسی ہی مضر ہے۔ (ڈاکٹر سر اینڈریو کلارک)

(۱۲) میرے تجربہ نے دکھلا دیا ہے کہ دس میں سے سات بیمار صرف شراب کی وجہ سے ہسپتال میں پہنچے ہیں۔ (ڈاکٹر سر کلارک)

(۱۳) الکحل انسان کو تحت الثریٰ میں پہنچاتی ہے۔ (ڈاکٹر فگر)

(۱۴) تمباکو۔ سگریٹ اور سگار استعمال کرنے والوں کی قوت ہاضمہ اور دانت خراب ہوتے ہیں۔ ہونٹوں پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ گلے میں عجیب قسم کی خراش ہوتی ہے۔ (سر ہنری ٹیلمون ہیلتھ افسر ایڈنبرا)

(۱۵) تمباکو تو خراب ہی ہے۔ مگر سستے سگریٹ میں خراب تمباکو اور بھی مضر ہے۔ (ڈاکٹر اینڈریو ولس)

(۱۶) جو بچے تمباکو اور سیگرٹ کے عادی ہیں۔ وہ نہ صرف جسمانی اور روحانی طاقت کو کھوتے ہیں۔ بلکہ کسی دوسرے کام میں بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ (ڈاکٹر جے۔ این کتھ برٹسن)

(۱۷) دنیا میں چوتھا حصہ شرارتیں انسانی خود غرضی کی وجہ سے ہیں۔ اور باقی تین چوتھائی شراب اور دیگر مسکرات کی عنایت سے۔ (ڈاکٹر پارکر)

(۱۸) جذام کی روز افزوں بیماری کم نہ ہو گی۔ تاوقتیکہ عام لوگ شراب نوشی کو ترک نہ کریں۔ (مسٹر ٹام ڈینی)

(۱۹) صحت کے لئے الکحل کی کوئی ضرورت نہیں۔ میرا یہ دعویٰ ہے اور اسکو ثابت بھی کر سکتا ہوں۔ (ڈاکٹر ٹنڈرسن)

(۲۰) طحال۔ ورم۔ کھانسی۔ اسہال اور خارش کی بنیاد شراب ہے۔ (سر ولیم ٹیل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲۱) شراب کا نتیجہ رعشہ ۔ بے چینی ۔ بدخوابی ۔ بدبوئے تنفس اور سہو و نسیان ہیں ۔ (ڈاکٹر پلاٹن)

(۲۲) یہ میں ہی جانتا ہوں کہ شراب کی قلیل سے قلیل مقدار استعمال کرنے سے کسقدر خرابی واقع ہوتی ہے ۔ (سر ہنری ٹامسن)

(۲۳) شراب اور زہر در اصل ایک ہی چیز کے نام ہیں ۔ (ڈاکٹر مسر ایلیٹ کوپر)

(۲۴) جنگ کے موقعہ پر کسی حالت میں یا کسی صورت میں یا کسی مقدار میں بھی شراب کا استعمال غیر ضروری ہے (ڈاکٹر میجر بلیک)

(۲۵) شراب ہر قسم کی بدنی رطوبت کو گھٹاتی ہے ۔ اس لئے ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے ۔ (ڈاکٹر مسی برنارڈ)

(۲۶) سیگرٹ کی ڈبیہ پر بھی چوہوں کے مارنے والے زہر کی طرح ایک خاص لیبل ہونا چاہیئے ۔ (ڈاکٹر کیلاگ)

(ماخوذ از ٹمپرنس میگزین)

حرمت خمر ہارون الرشید نے علمائے کرام اور فقہائے اسلام سے حرمت خمر پر دلیلیں مانگیں ۔ حرمت خمر کی ظاہر اور مشہور آیتیں :-

(۱) یاایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۔

(۲) انّما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدّکم عن ذکر اللہ وعن الصّلوٰۃ فھل انتم منتھون ۔

(۳) یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما ۔

پیش کیں ۔ ہارون الرشید نے کہدیا کہ ان آیات سے زیادہ سے زیادہ شراب اور شراب نوشی کی بدی ۔ اور اس سے حکم اجتناب پایا جاتا ہے ۔ اس کی حرمت کے لئے بھی مثل محرمات کے لفظ حرّم یا اس کا مترادف لفظ بصیغہ امر مطلق کسی دوسری آیت قرآنی سے دکھلایا جائے حضرت موسیٰ بن جعفرؒ نے ہارون رشید کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا وہ آیت میں بتلاتا ہوں ۔

انّما حرّم ربّی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطنا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون ۔

امام موسیٰ بن جعفر نے ارشاد فرمایا کہ اثم کے لغوی معنے شراب کے ہیں اور یہاں خاص شراب کے معنوں میں استعمال ہُوا ہے دیکھو لفظ حرم کی تخصیص اور انما کے کلمہ حصر و تاکید ۔ جیسا کہ خلیفہ عصر کا مطالبہ تھا وہ بلفظہ و بجنسہ اس آیت وافی ہدایہ میں موجود ہے ۔

علماء کو اثم بمعنی شراب ہونے میں شبہ ہُوا تو آپنے فرمایا ۔ ایّام جاہلیت کا تمہارا قدیم شاعر شراب خواری کی ماہیت کے متعلق کہتا ہے :۔ ؎

شربت الاثم حتّٰی ضل عقلی فذاک الاثم یذھب بالعقول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ میں نے اتنی شراب پی کہ میری عقل زائل ہو گئی یہ شراب وہ شے ہے جو عقل لے کر جاتی ہے

صراح میں بھی اثم کے معنی خمر لکھے ہیں۔ (اقتباس از الواعظ)

آسمانوں میں بھی دنیا جیسی مخلوقات

مریخ یا دوسرے اجرام سماوی میں حیات و نشو و نما کے وجود کا امکان ایقان آج سب کو اچنبھا معلوم ہو رہا ہے۔ مگر کوئی نئی بات نہیں۔ آج سے تقریباً چودہ سو برس پیشتر ہی قرآن نے آسمانی مخلوقات کے متعلق یہ ارشاد فرمایا تھا:۔

ومن اٰیاته خلق السمٰوٰت والارض وما بث فیهما من دآبة وهو علیٰ جمعهم اذا یشاء قدیر (شوریٰ رکوع ۳)

(ترجمہ) اور یہ بات بھی اس کی ایک نشانی ہے۔ بنانا آسمانوں اور زمین کا اور پھیلا دینا آسمانوں اور زمین میں دابہ یعنی ذی حیات مخلوق کا۔ اور وہ جب چاہے۔ ان سب کو اکٹھا کر سکتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں فیھما ہے یہ تثنیہ کی ضمیر ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا مرجع السمٰوٰت والارض دونوں ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے ان دونو یعنی آسمانوں اور زمین میں دابہ یعنی ذی حیات مخلوقات پھیلا رکھی ہیں۔ پھر ارشاد ہے:۔

وللّٰه یسجد ما فی السمٰوٰت وما فی الارض من دآبة والملٰئکةُ وهم لا یستکبرون (نحل ع ۶)

ترجمہ:۔ اور اللہ ہی کے آگے سر عبودیت خم کرتے ہیں وہ جو آسمانوں میں ہیں از قسم دابہ (یعنی مخلوقات حیوانی) اور ملائکہ بھی اور وہ سرکشی نہیں کرتے ۔

اس آیت کریمہ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دابہ یعنی ذی حیات مخلوقات آسمانوں اور زمین دونوں میں ہیں جیسا کہ مِن بیانیہ سے جو یَسْجُدُ سے متعلق ہے ظاہر ہے۔ دوسرے یہ کہ دابہ اور ملائکہ الگ الگ مخلوق ہیں کیونکہ لفظ ملائکہ "مِن" سے خارج ہے۔ اور یہ یسجد کا دوسرا فاعل ہے۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ دابہ ہے کیا چیز۔ لغات میں دابہ دبّ سے مشتق ہے اور اس کے معنی چلنے پھرنے والی مخلوق کے ہیں۔ مگر ہمیں دُور جانے کی ضرورت نہیں خود قرآن کریم نے اس کی تعریف بیان فرما دی ہے۔ ارشاد ہے:۔

واللّٰه خلق کل دآبة من ماء فمنهم من یمشی علیٰ بطنه ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ومنهم من یمشی علیٰ رجلین ومنهم من یمشی علیٰ اربع (نور ع ۶)

(ترجمہ) اور اللہ ہی نے پیدا کئے سارے دابے پانی سے۔ سو بعض تو ایسے ہیں جو اپنے پیٹ پر چلتے ہیں۔ اور بعض تو ان میں وہ ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ان میں وہ ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں ۔

یعنی دابہ ہر وہ جاندار مخلوق ہے جو پیٹ کے بل چلے۔ دو پاؤں پر چلے۔ چار پاؤں پر چلے یعنی سارے حیوان اور سارے انسان دابہ ہیں۔

مذکورہ آیت سے یہ باتیں ثابت ہوئیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ا) دابہ یعنی ذی حیات مخلوقات آسمانوں اور زمین دونو میں ہیں۔

(ب) دابہ ملائکہ سے الگ ہیں۔

(ج) دابہ پانی سے پیدا ہوئے ہیں۔

(د) دابہ وہ ہیں جو پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ دو پاؤں پر چلتے ہیں۔ چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ ان آیات کا ماحصل اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ دابہ یعنی ذی حیات مخلوقات زمین پر ہیں اور آسمان پر بھی۔ اس لئے کہ یہ آیات بالکل صاف بالکل واضح ہیں۔ ان میں کوئی اشکال نہیں کوئی اغلاق نہیں کہ تاویل و تعبیر کرنی پڑے۔

یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ مفسرین نے یہی نظریہ کیوں نہیں پیش کیا۔ عرض ہے کہ بعض مفسرین نے اس نظریہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مگر یہ اشارہ بڑا ہی مبہم اشارہ ہے۔ علامہ زمخشری علامہ بن عادل رح اور کسی قدر علامہ ابن کثیر رح وغیرہ ہم نے آسمانوں میں حیوانات کے وجود کا امکان بتایا ہے۔ کیونکہ احادیث میں کچھ ذکر ہے۔ مگر اکثر مفسرین نے اس وقت کے محدود ماحول سے متاثر ہو کر اس امکان کو خلاف عرف عام کہدیا ہے اور ساتھ ہی اسکو مختلف تاویلات و تعبیرات کا جامہ پہنا دیا ہے۔ یعنی دابہ یا تو جنّتیوں کی سواریاں ہیں یا ان سے مراد ملائکہ ہیں۔ یا فیھما سے مراد فیھا ہے یعنی صرف زمین میں ہیں۔ یا فیھما سے مراد بینھما ہے یعنی آسمانوں و زمین کے درمیان کی مخلوق ہے۔ اس وقت کا عرف عام اتنا وسیع نہیں تھا جتنا کہ آجکل ہے۔ آج جدید تحقیقات تدقیقات اور انکشافات کے علمی و عملی نتائج سے عقول و افہام کی معیت میں لایعنی مفروضات کو دُور کر کے ان میں وسیع علمی جولانیاں پیدا کر دی ہیں۔ ان دنوں کوئی یہی کہتا کہ مریخ وغیرہ اجرام سماوی میں ذی حیات مخلوقات بستی ہیں تو یقیناً وہ دیوانہ سمجھا جاتا۔ مگر آج حالت یہ ہے کہ اس نظریہ کی کامیابی کا ہر شخص متمنی ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ سائنس کا یہ نظریہ کہ مریخ اور دوسرے سیاروں میں انسانی آبادی پائی جاتی ہے قرآن کریم کی انہی آیات سے ماخوذ ہو؟

قرآنی خدا "رب العالمین" ہے زمینی مخلوقات کے سوا آسمانی مخلوقات کا بھی علم نہ ہونے کی وجہ سے ہم اب تک "عالمین" کا صحیح مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ بیسیوں تاویلات کیں لیکن پھر بھی تشفی نہیں۔ یہی معراج نبوی کا حال ہوا۔ اب ان مذکورہ آیات کریمہ کی روشنی میں جدید انکشافات کو بھی پیش نظر رکھئے اور پھر بتائیے کہ اس میں کیا محال عقلی ہے۔ (حمایت اسلام)

ہندوستان میں اشاعت اسلام کرنے والے بزرگ۔

مخدوم ابن عثمان ابن علی آپ ہجویر من مضافات غزنی کے رہنے والے تھے سلطان مسعود غزنوی کی فوج کے ہمراہ سنہ ۴۳۱ھ / ۱۰۳۹ء میں لاہور تشریف لائے تھے اور یہیں اقامت اختیار فرمائی۔ سنہ ۴۶۵ھ / ۱۰۷۲ء میں وصال ہوا۔ درویش کامل ہونے کے علاوہ آپ علوم ظاہری میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ چنانچہ کشف المحجوب میرے قول پر گواہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپکے بعد سیدؒ اسمٰعیل بخاریؒ ہندوستان میں تشریف لائے۔ آپ بھی علوم ظاہری اور باطنی دونو میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ اور آپکے مواعظ اس قدر دلکش اور جاذب توجہ ہوتے تھے کہ ان سے مستفید ہونے کے لئے ہزارہا آدمی آپکے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے +

۱۲۳۴ء میں سیدؒ جلال الدین بخاریؒ جن کو شمالی ہند میں جلال بخاری کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بخارا سے ہندوستان میں تشریف لائے۔ اور اُوچ واقعہ ملک سندھ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپکے روحانی فیض سے بیشمار بندگان خدا اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے +

نامی خواجہ معین الدین چشتی اصلی وطن سنجر واقعہ ملک سیستان ہے۔ جب آپ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آئے تو سرکار دو عالمؐ نے خواب میں آپ کو بشارت دی۔ کہ معین الدین! تبلیغ اسلام کے لئے ہندوستان جانا مناسب ہے۔ آپ بموجب فرمان نبوی بارہویں صدی عیسوی کے آخر میں ہندوستان تشریف لائے اور اجمیر کو جو راجپوتانہ کے عین وسط میں واقع ہے۔ آپ نے اپنا مستقر بنایا۔ ڈاکٹر آرنلڈ کہتے ہیں کہ آپ کابل۔ لاہور اور دہلی ہوتے ہوئے اجمیر آئے تھے۔ راہ میں اسلام کی دولت مفت لٹائی۔ ۔ ۔ دوران قیام دہلی میں تقریباً ایک ہزار نفوس حلقہ بگوش اسلام ہوئے (آرنلڈ صاحب ۲۸۱) اجمیر اس زمانے میں ظلمت کا مرکز تھا۔ چنانچہ غیر مسلم جوگیوں سے آپکے بڑے بڑے معرکے ہوئے۔ لیکن بفضل خدا آپ ہر میدان میں سرخرو ہوئے۔ جوگی جے پال نے جو تمام علاقہ کے جوگیوں کا مرشد تھا آپ کی روحانی قوت کا مجبوراً اعتراف کیا۔ اور آپکے مریدوں میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد آپنے نہایت تندہی کے ساتھ تبلیغ کا کام جاری کر دیا اور وفات سے پہلے دور دراز علاقوں تک اسلام کا نور پھیلا دیا۔ ۱۲۳۶ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپکے خلفاء بھی آسمان رشد و ہدایت پر آفتاب ہو کر چمکے۔ کونسا لکھا پڑھا مسلمان ایسا ہے جو قطب الدین بختیار کاکیؒ اور حضرت فرید الدین گنج شکرؒ اور حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ اور خواجہ نصیر الدین چراغؒ کے نام نامی سے واقف نہیں ہے۔ حضرت قطب صاحب نے دہلی کے گرد و نواح میں تبلیغ اشاعت اسلام کا کام انجام دیا۔ حضرت گنج شکرؒ نے مغربی پنجاب میں اسلام کا نور پھیلایا۔ اور ہنود کے سولہ ۱۶ قبائل آپکے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ پاک پٹن میں آپ کا مزار ہے۔ سلطان نظام الدین اولیاءؒ نے پرانی دہلی میں اسلام کا جھنڈا گاڑا اور ہزاروں انسانوں کو جام وحدت پلایا۔ درگاہ نظام الدینؒ آج بھی مرجع خلائق بنی ہوئی ہے۔ گدا سے لے کر بادشاہ تک اور عوام سے لیکر خواص تک سب محبوب الٰہی کے حبیب نظر آتے ہیں +

تیرھویں صدی عیسوی کے آخر میں حضرت بو علی شاہ قلندر عراق سے ہندوستان میں تشریف لائے۔ اور پانی پت میں قیام فرمایا۔ اور گرد و نواح کے علاقہ میں علم اسلام بلند کیا۔ ۱۳۲۴ء میں وفات پائی۔ پانی پت کی خاک آپ کی نسبت سے ہمیشہ کے لئے سربلند ہو گئی +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الغرض قدسی نفوس انسانوں کی مساعی جمیلہ سے نخل اسلام صنم زار ہند میں بارآور ہوا۔ نہ کسی نے تلوار چلائی نہ خزانے لٹائے۔ اور نہ کسی بادشاہ نے تبلیغی ادارے قائم کئے اس پر ایک عیسائی پادری کی گواہی پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر M. T. Titus اپنی کتاب انڈین اسلام کے صفحہ ۴۸ پر لکھتے ہیں:۔ "ان صوفیائے کرام نے اپنے زہد و اتقا کی وجہ سے لوگوں پر بہت عمدہ اثر ڈالا۔ لیکن ان کی کامیابی کا راز اسلامی عقائد کی سادگی اور پاکیزگی میں پوشیدہ ہے۔ اسلام کے مذہبی اور تمدنی احکام اسقدر سادہ اور دلکش ہیں کہ ہنود کے لئے اس کا قبول کر لینا سراسر قرین قیاس ہے۔ اسلام توحید باری کا علمبردار ہے۔ بت پرستی اور ہر قسم کے شرک سے بیزار ہے پہلے زمانہ میں مسلمان فاتحین کے ساتھ صوفیاء اور علماء بھی یہاں آتے تھے۔ جن کی وجہ سے تبلیغی جدوجہد میں از سر نو جان پڑ جاتی تھی۔ لیکن اٹھارھویں صدی سے ان بزرگوں کی آمد مسدود ہو گئی۔ اور کوئی شخص ایسا نہ تھا جو سوتوں کو جگاتا۔"

القصہ امراء و سلاطین عیش و عشرت میں مشغول ہو گئے۔ ایسی تاریکی کے زمانہ میں اللہ نے، ہندوستان میں ایک ایسے شخص کو پیدا کر دیا۔ جس کے دم سے مردے زندہ ہو گئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی۔ یہ اپنے وقت کے مجدد تھے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ طالبان حق کے لئے آج بھی آب حیات کا کام دیتی ہے۔

انیسویں صدی میں مسلمانوں کی حالت بدتر سے بدتر ہو گئی۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی نے علم جہاد بلند کیا اور ۱۸۳۲ء میں بالاکوٹ کے نزدیک جام شہادت نوش فرمایا۔

انیسویں صدی کے شروع میں حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے یہ دیکھ کر کہ مسلمان عربی کی طرح فارسی سے بھی دور ہوتے جا رہے ہیں، قرآن شریف کا ترجمہ اُردو زبان میں کیا۔

۱۸۴۰ء میں ایک جرمن پادری ڈاکٹر سی۔ جی فینڈر جو عربی فارسی سے واقف تھا۔ آگرہ میں آیا۔ اور اسلام کے خلاف فارسی اور اُردو میں کئی کتابیں لکھ کر شائع کیں اگرچہ مہاجر مکی مولوی رحمت اللہ۔ ڈاکٹر وزیر حسن۔ مولوی ابو المنصور دہلوی سید آل حسن اور مولوی محمد علی کانپوری نے تقریری اور تحریری دونو پہلوؤں سے ڈاکٹر مذکور کی تمام کتابوں کے جوابات باصواب دیئے۔ لیکن مسلمان کچھ اس طرح خواب غفلت کے مزے لے رہے تھے۔ کہ انہوں نے حالات کا معائنہ ہی نہ کیا۔ اور کرتے بھی کیونکر؟

۱۸۵۷ء میں غدر کا واقعہ مسلمانوں کی بربادی کا پیام لیکر آیا اور رہی سہی عزت و ثروت کا بھی خاتمہ ہو گیا ہزاروں خاندان تباہ ہو گئے۔ دین سے پہلے ہی بیگانہ ہو چکے تھے اب دنیا نے بھی آنکھیں پھیر لیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۸۷۵ء میں ستیارتھ پرکاش شائع ہوئی۔ اس کتاب نے آریہ سماج کو اسلام کے خلاف صف آرا کر دیا۔ اگرچہ مسلمانوں نے آریوں کے اعتراضات کے جوابات میں کتابیں کافی لکھیں لیکن کوئی تبلیغی ادارہ قائم نہ کیا۔

ترجمہ کلام اللہ لفظ "آلاء" سورۃ الرحمٰن کے آیہ "فبای آلاء ربکما تکذبان" میں وارد ہے اس کے معنے سب نے نعمتوں کے قرار دیئے ہیں۔ علامہ زمخشری عربی زبان کا ایک مشہور ادیب ہے، اور عربیت میں اس کی دستگاہ مسلّم ہے، مگر اپنی تفسیر میں وہ بھی اس سے آگے قدم نہیں بڑھاتا۔

معترضین کہتے ہیں اس سورۃ میں نعیم جنّت و عذاب دوزخ سب کے تذکرے کے بعد فبای آلاء الخ کی ترجیع ہے آلاء سے اگر نعمتیں ہیں تو دوزخیوں کے اصناف عذاب میں نعمت کی کیا بات ہے؟

امام رازی کا زور فلسفہ تفسیر کبیر میں عذاب دوزخ کو بھی دوزخیوں کیلئے نعمت قرار دیتا ہے۔ اہل لغت میں صاحب لسان العرب کا خاص پایہ ہے، مگر وہ بھی آگے نہیں بڑھتے[۱]۔ اکیلے ایک ابن جریر طبری ہیں کہ آلاء کے معنی "قدرۃ" لکھتے ہیں۔

لیکن اس معرکہ جدل میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کلام اللہ جس زبان میں نازل ہوا آیئے اُسی زبان اور اُسی صدی کی زبان میں دیکھیں کہ اہل زبان اس کے کیا معنی سمجھتے تھے۔

کُمَیت اپنے گھوڑے کی صفت کرتا ہے:۔

فرضیت آلاء الکمیت فمن یبع — فرساً فلیس جوادنا بمباع[۲]

حماسی اپنے ممدوح ولید بن ادہم کے اقتدار کا مرثیہ خواں ہے:۔

اذا ما امرؤٌ اثنی باٰلاء میّتٍ — فلا یبعد اللہ الولید بن ادھما

فضالہ فقر کی برائیاں گناتا ہے:۔

وفی الفقر ذلٌّ للرقاب، وقلّما — رأیتُ فقیراً غیر نکسٍ مذمّم
یلام وان کان الصواب بکفّہ — وتُحمد آلاء البخیل المدرہم

لطف یہ ہے کہ خود صاحب لسان العرب نے مادّہ "نبہ" میں طرفہ کا یہ شعر نقل کیا ہے:۔

کاملٌ یجمع آلاء الفتی — نَبِہٌ سیّدُ ساداتٍ خضمّ[۴]

کلام میں تدبّر کرنیوالے سمجھ سکتے ہیں کہ اُس زمانہ میں "آلاء" کو قدرت و اقتدار کے معنے میں استعمال کرتے تھے جو نعمت و عذاب دونو پر یکساں حاوی ہے، یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ اوصاف مراد لیتے تھے یہی معانی کلام عرب سے مترشح ہیں، اور کلام اللہ میں ٹھیک اُترتے ہیں۔

---

۱ لسان العرب ص۲۶ ج۱۸۔ ۲ کتاب الاقتضاب للبطلیوسی ص۳۵۔ ۳ کتاب المعمرین ص۸۵۔ ۴ لسان العرب ص۴۴ ج۱۷۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ایک ذراسی مثال تھی، ایسی ہی ایک ہزار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں لیکن سُنتا اور سمجھتا کون ہے؟ اس روشنی میں ایک نظر اس صدی کے تراجم کلام اللہ پر بھی منعطف ہو کہ یہ رنگ برنگ کے مطبوعات صبغۃ اللہ سے کسقدر رنگین ہیں، وعند الامتحان یُکرم الشئی او یُھان۔

ایک بات کہنے سے رہ گئی، منشائے غلط نابغہ کا یہ شعر تھا۔

هم الملوك وابناء الملوك لهم فضلٌ على الناس فی الآلاء والنعم

عجمی اہل لغت "نِعَم" پر "آلاء" کو قیاس کر کے دونو کو مترادف سمجھے، اور اس ترادف کو درست باور کرنے کے لئے پورا دیوان عجم بھرا پڑا تھا۔

فردوسی کہہ چکا تھا:۔

به نیخ انگبیں ریزی و شهد ناب

سمجھے کہ انگبین و شہد ایک ہے تو "آلاء" اور "نعم" کیوں نہ ایک ہوں، اسلوب عرب سے اگر آگاہ ہوتے تو مترادفات کا خیال ہی نہ آتا جس سے ادب عرب کو سروکار ہی نہ تھا جاہلیت کا کوئی دیوان دیکھیے، ایک بیت میں ایک معنے کیلئے دو لفظ کبھی نہ لائینگے، اگر کسی نے یہ غلطی کی تو ساقط الاعتبار ہو گیا۔ نابغہ کا مطلب صاف ہے کہ "آلاء" یعنی اقتدارات اور نعمات دونو میں اس کے ممدوحین کی افضلیت مسلّم ہے۔

حاشیہ:۔ آلاء جمع اور اَلی واحد، واحد کی صورت میں جب مکسور الاوّل لاتے ہیں تو اس سے عہد و پیماں مراد لیتے ہیں۔ اَعشیٰ کہتا ہے:۔

ابیض لا یرهب الهزال ولا یقطع رحماً ولا یخون إلا

جمع کی صورت میں جب آلاء کو غیر محدود لاتے ہیں تو اس سے ایک درخت مراد لیتے ہیں جسکے پھل دیکھنے میں خوش منظر مگر چکھنے میں بہت تلخ ہوتے ہیں بشر بن ابی خازم کہتا ہے:

فانکم، ومدحکم، بُجَیراً ابا لجاءٍ کما امتدح الآلاء

نعمت سے آلاء کی تاویل بھی خوش منظر ہے، لیکن اہل ذوق کو اندیشہ ہے کہ آلاء کی طرح یہ بھی تلخ نہ ہو + (ترجمان)

ضبط تولید کا خبط اپنے معاشی تمدنی اور سیاسی احوال کی خرابی کے اسباب تشخیص کرنے اور ان کا علاج تجویز کرنے میں اہل فرنگ سے عجیب عجیب غلطیاں ہو رہی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک غلطی یہ ہے کہ وہ اپنی مشکلات کا بڑا بلکہ اصلی سبب آبادی کی کثرت کو سمجھتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک اس کا صحیح علاج یہ ہے کہ افزایش نسل کو روکا جائے۔ معاشی مشکلات کے ساتھ ساتھ یہ خیال نہایت تیزی کے ساتھ مغربی ممالک میں پھیلنا شروع ہو گیا ہے اور دلوں میں کچھ اس طرح بیٹھا ہے کہ لوگ اپنی نسل کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھنے لگے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر اپنی نسل کے سب سے بڑے دشمن بن گئے ہیں۔ ضبط ولادت کے نئے نئے طریقے جو پہلے کسی کے ذہن میں بھی نہ آتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے، اب عام طور پر رائج ہو رہے ہیں۔ اس تحریک کو ترقی دینے کیلئے نہایت وسیع پیمانے پر تبلیغ و اشاعت ہو رہی ہے کتابیں، پمفلٹ، رسائل، اور جرائد خاص اسی موضوع پر شائع کیئے جا رہے ہیں، انجمنیں اور جمعیتیں قائم کیجا رہی ہیں۔ ہر عورت اور مرد کو اس کے متعلق معلومات بہم پہنچانے، اور عملی آسانیاں فراہم کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے غرض کئی سال سے یورپ اور امریکہ کے عمرانی "مصلحین" نے اپنی نسلوں کے خلاف ایک زبردست جنگ چھیڑ دی ہے اور جوش اصلاح میں ان کو یہ سوچنے کا ہوش بھی نہیں ہے کہ آخر یہ جنگ کہاں جا کر رُکے گی ❊

توالد و تناسل سے مغربی قوموں کی نفرت کا یہ حال ہو گیا ہے کہ ضبط ولادت کے متعدد طریقوں سے بچ بچا کر جو حمل ٹھیر جاتے ہیں۔ ان کو بھی اکثر و بیشتر گرا دیا جاتا ہے، روس میں تو یہ فعل قانوناً جائز قرار دیدیا گیا ہے۔ اور ہر عورت کا یہ حق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تین مہینے تک کا حمل ساقط کر دے۔ لیکن انگلستان اور دوسرے فرنگی ممالک میں جہاں اسقاط حمل قانوناً ممنوع ہے خفیہ طور پر اسقاط کی کثرت وبا کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ فرانس میں عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ جتنے بچے ہر سال پیدا ہوتے ہیں قریب قریب اتنے ہی حمل ہر سال ساقط کیئے جاتے ہیں۔ بلکہ بعض ڈاکٹروں کا خیال یہ ہے کہ اسقاط کی تعداد پیدائش سے زیادہ ہے۔ گو قانوناً یہ فعل جُرم ہے۔ لیکن دواخانوں میں علانیہ اس کا ارتکاب ہوتا ہے اور فرضی بیماریاں رجسٹروں میں درج کر دی جاتی ہیں۔ بہت سی دائیاں ہیں جن کا کاروبار اسقاط ہی سے چلتا ہے۔ جرمنی میں تقریباً دس لاکھ حمل ہر سال ساقط کیئے جاتے ہیں۔ اور اتنی ہی تعداد زندہ پیدا ہونے والے بچوں کی ہے۔ بعض جرمن شہروں میں تو اندازہ کیا گیا ہے کہ گذشتہ بیس سال کے اندر جتنے بچے پیدا ہوئے اس سے دو گنے حمل ساقط کر دیئے گئے ❊

عورت جس کے اندر فطرت نے ایک زبردست جذبۂ مادری رکھا تھا۔ مغربی ممالک میں اب اتنی شقی القلب ہو گئی ہے کہ وہ اپنے پیٹ کی اولاد کو ہلاک کرنے کے لئے خود اپنی جان تک کو خطرہ میں ڈالنے سے نہیں چوکتی۔ ڈاکٹر نارمن ہیر (Norman Haire) اپنی ایک تقریر میں بیان کرتا ہے کہ ایک حاملہ عورت اس کے ہاں آئی اور اس نے اسقاط کی خواہش ظاہر کی۔ جب قانونی مجبوری کی بنا پر عذر کیا گیا تو اس نے طرح طرح کی زہریلی دوائیں کھا کر پیٹ گرانے کی کوشش کی سیڑھیوں پر سے قصداً اپنے آپ کو دھکا دیا، اونچے اونچے مقامات سے کُود گئی۔ بھاری بھاری بوجھ اُٹھائے، اور جب اس سے بھی اسقاط نہ ہُوا تو آخر کار ایک اناڑی قابلہ کی دوا استعمال کر کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ مادام البرشیت کا بیان ہے کہ عورتیں حمل ساقط کرنے کے لئے وہ وہ حرکتیں کر گذرتی ہیں جو بیان نہیں کی جا سکتیں۔ مثلاً پیٹ پر سخت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آلات سے ضربیں لگانا، رحم کو مختلف آلات سے صدمہ پہنچانا، وحشیانہ طریقوں سے ناچنا، اپنے آپ کو قصداً اونچی جگہوں سے گرا دینا۔ سخت سے سخت زہریلی چیزیں حتیٰ کہ بارود تک کھا جانا۔ اس قسم کی بدولت بکثرت عورتیں ہر سال اپنی جان دیدیتی ہیں۔ چنانچہ اندازہ کیا گیا ہے کہ شفاخانہ ہائے نسواں میں جتنی عورتیں ہر سال مرتی ہیں۔ ان میں سے نصف کا سبب اسقاط حمل ہے ؎

اس زبردست نسل کُشی کا نتیجہ یہ ہے کہ یورپ کی شرح پیدائش میں بہت کمی واقع ہوگئی ہے۔ ۱۸۷۶ء اور ۱۹۳۰ء کے اعداد کا مقابلہ کیجئے۔ انگلستان اور ویلز میں شرح پیدائش ۳۶٫۲ فی ہزار سے گھٹ کر ۱۶٫۳ (اور ۱۹۳۱ء میں ۱۵٫۸) رہ گئی ہے۔ جرمنی میں ۴۰٫۹ سے ۱۷٫۵ اٹلی میں ۳۹٫۲ سے ۲۶٫۷، سویڈن میں ۳۰٫۸ سے ۱۵٫۴، نیوزی لینڈ میں ۴۱٫۱ سے ۱۸٫۸ تک گھٹ گئی ہے۔ سردست چونکہ ان ممالک میں شرح اموات بھی قریب قریب اسی نسبت سے کم ہوگئی ہے اس لئے آبادی ایک حالت پر ٹھیری ہوئی ہے لیکن اندازہ کیا گیا ہے کہ اگر شرح پیدائش اسی رفتار سے گھٹتی رہی تو دس سال گذرنے کے بعد یہ ٹھیری ہوئی حالت قائم نہیں رہیگی بلکہ آبادی گھٹنی شروع ہو جائے گی۔

سب سے زیادہ خطرناک حالت فرانس کی ہے۔ تمام دنیا کے ممالک میں صرف یہی ملک ایسا ہے جہاں کی آبادی روز بروز گھٹتی چلی جارہی ہے۔ ۱۸۸۰ء میں وہاں کی شرح پیدائش ۲۵٫۲ فی ہزار تھی ۱۹۳۱ء میں ۱۷٫۴ رہ گئی مگر شرح اموات میں اس تناسب سے کمی نہیں ہوئی۔ ۱۸۸۰ء میں اموات ۲۲٫۶ تھی ۱۹۳۱ء میں صرف ۱۶٫۳ تک اُتری۔ فرانس کے ہمسایہ در حریف ممالک، جرمنی اور اٹلی میں ۱۳۵ اور ۱۳۰ آدمی فی مربع کیلومیٹر آباد ہیں مگر فرانس میں صرف ۷۳ فی مربع کیلومیٹر آبادی کا اوسط ہے۔ ۱۹۳۱ء میں فرانس کی سرزمین پر ۳۰۲۴۹ بچے پیدا ہوئے۔ اور اس کے حریف جرمنی میں پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد ۱۰۳۱۵۰۸ تھی ؎

مس سسلی ہیملٹن اپنی کتاب میں لکھتی ہے کہ اس حالت نے فرانس کے مدبرین سیاست میں ایک گہری پریشانی پیدا کر رکھی ہے۔ جس کا بُرا اثر نہ صرف فرانس بلکہ تمام دنیا کی سیاست پر مترتب ہو رہا ہے۔ فرانس کی عیش پسند آبادی دیہات کو چھوڑ چھوڑ کر شہروں میں منتقل ہو رہی ہے۔ اٹلی و پولینڈ وغیرہ ممالک کے باشندے ہجرت کر کے فرانس میں آرہے ہیں۔ اور زمینوں پر قبضہ کرتے چلے جارہے ہیں۔ فی ہفتہ ۶ ہزار مہاجرین کا اوسطاً اندازہ لگایا گیا ہے ۱۹۲۹ء میں فرانسیسی سرزمین پر جتنے بچے پیدا ہوئے ان میں تقریباً ۹ فیصدی غیر قوموں کے تھے۔ اس سے فرانسیسی سیاسیین کو اندیشہ ہے کہ آگے چلکر ایک وقت ایسا آئیگا جب فرانسیسی قوم خود اپنے گھر میں غیر قوموں کی اکثریت سے مغلوب ہو جائیگی تاہم یہ خطرہ بعید ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بالکل قریبی خطرہ یہ ہے کہ فرانس کے حریف اٹلی اور جرمنی کی آبادی اس سے بہت زیادہ ہے۔ اگر تخفیف اسلحہ کی تجاویز کو منظور کر کے فرانس اپنے آلات جنگ کم کردے تو آئندہ لڑائی میں کامیابی کا انحصار فوج کی کثرت پر ہوگا اور اس میدان میں اکیلا جرمنی اور اکیلا اٹلی، فرانس پر ور رہے گا۔ یہی خطرات ہیں جن کی وجہ سے فرانس کا طرز عمل بین الملی مسائل میں دوسری اقوام کے خلاف ہے ؛

یہ نتائج ہیں اس عاقلانہ تدبیر کے جو یورپ نے اپنی معاشی اور تمدنی مشکلات کو دور کرنے کے لئے اختیار کی ہے۔ اس وقت فرانس کے سوا تمام فرنگی ممالک کی آبادی صرف اس وجہ سے ایک ٹھیری ہوئی حالت پر قائم ہے کہ شرح اموات سے شرح پیدایش ابھی تک زیادہ ہے۔ اس لئے شرح پیدائش کے گھٹنے کا اثر آبادی پر مترتب نہیں ہوا ہے۔ لیکن اہل فرنگ کے پاس یہ یقین کرنے کی کونسی معقول وجہ ہے کہ شرح اموات اور شرح پیدایش کا یہی تناسب ہمیشہ برقرار رہیگا؟ کیا انہوں نے اس کا اطمینان کرلیا ہے کہ کسی روز مغربی افریقہ کے مچھر زرد بخار کے جراثیم لئے ہوئے خود انہی کے ہوائی جہازوں پر بیٹھ کر یورپ نہ پہنچ جائینگے؟ کیا انہوں نے اس کی کوئی ضمانت لے لی ہے کہ کبھی یورپ میں اچانک انفلوانزا، طاعون، ہیضہ اور ایسے دوسرے وبائی امراض میں سے کوئی مرض نہ پھیل جائیگا؟ کیا وہ اس سے بے خوف ہو چکے ہیں کہ ایک دن یکایک فرنگی سیاست کے بارود خانوں میں سے کسی ایک میں ویسی ہی کوئی چنگاری نہ آپڑیگی جیسی ۱۹۱۴ء میں سراجیقو میں گری تھی، اور پھر فرنگی قومیں خود اپنے ہاتھوں سے وہ سب کچھ نہ کر گذریں گی جو کوئی وبا اور کوئی بیماری نہیں کر سکتی؟ اگر ان میں سے کوئی صورت بھی پیش آگئی اور دفعۃً یورپ کی ...... آبادی میں سے چند کروڑ آدمی قتل یا ہلاک یا ناکارہ ہوگئے، تو اس وقت یورپ کے باشندوں کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے اپنے آپ کو خود کس طرح تباہ کیا؛ (ترجمان القرآن)

قرآن مجید کی تعلیم ہے :- ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم ان قتلھم کان خطأ کبیرا (ایڈیٹر)

انسان پہلے کس حصۂ زمین پر پیدا ہوا؟

پرانی دنیا میں دو بر اعظم تھے۔ ان میں چھوٹے کا نام افریقہ اور بڑے کا نام یوریشیا ہے۔ افریقہ خط سرطان میں اور یوریشیا منطقہ معتدلہ میں واقع ہے۔ سائنسدانوں کی رائے ہے کہ انسان کی ابتدا یوریشیا کے کسی مقام پر ہوئی تھی۔ اس رائے سے انسانی نسل کا علم رکھنے والے لوگ بھی اتفاق رکھتے ہیں۔ لیکن ڈارون کی رائے یہ ہے کہ انسان کی ابتدا افریقہ کے کسی مقام پر ہوئی۔ اس کے برعکس ڈارون کے شاگرد رشید پروفیسر ہیکسلے کا خیال یہ ہے کہ انسان کا ظہور مثل دیگر دودھ پلانے والے جانوروں کے ایک ہی وقت دنیا کے کئی حصوں میں ہوا ہوگا۔ ڈارون کے فاضل ہمعصر اور دوست ڈاکٹر والس کی رائے یہ ہے کہ انسان اس مرتفع زمین پر پیدا ہوا۔ جو یوریشیا میں واقع ہے۔ اور اس نے رفتہ رفتہ شکار، ماہی گیری، گلہ بانی اور زراعت کا پیشہ اختیار کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوریشیا اس حصّے کو کہتے ہیں۔ جو مرتفع زمین یورپ اور ایشیا کے درمیان واقع ہے۔ ایشیا کا یہ حصّہ مع مرتفع زمین کے ایران سے لیکر تبت سائبیریا اور منگولیا تک چلا گیا ہے۔ اس میں بیشک ایسی حالتیں اور صورتیں پائی جاتی ہیں۔ جو انسان کی ابتدا اور نشوونما کے لئے ضروری ہیں۔

سائنسدانوں نے بنی نوع انسان کو تین نسلوں پر تقسیم کیا ہے۔ زرد۔ سفید۔ سیاہ۔ سفید قوم یا کوہ قافی باشندوں کی تعداد کُل روئے زمین پر ۴۹ کروڑ ہے۔ زرد قوم یا منگولین نسل کے لوگوں کی تعداد ۶۰ کروڑ۔ اور سیاہ قوم یا افریقہ کے لوگوں کی تعداد ۲۰ کروڑ کے قریب ہے۔ مذکورہ بالا تینوں اقوام کے لوگوں کی تعداد کو کُل آبادی میں سے منہا کرنیکے بعد جو تعداد باقی رہ جاتی ہے۔ اسے تینوں اقوام میں سے کسی ایک کی نسل یا دو کی نسل کہا جا سکتا ہے۔

زرد قوم کے لوگ نا معلوم زمانہ سے یوریشیا کے شمال مشرقی میدانوں میں رہتے آئے ہیں۔ اور ان کو منگولین کہتے ہیں ان کا دوسرا نام تورانی چینی ہے۔ یہ قوم صدیوں سے دیگر اقوام کے مقابلہ میں بلحاظ تعداد زیادہ رہی۔ اور اب بھی ایشیا میں وہ سفید قوم کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ ہے۔ تعداد اور دیگر حالات پر غور کرنے سے یہی کہا جا سکتا ہے کہ سب سے پہلے روئے زمین پر وہی پیدا ہوئی۔ رہیں باقی دو نسلیں وہ یقیناً اسی نسل سے نکلی ہیں۔ اور نقل سکونت کرنے اور کسی دوسرے ملک میں جا کر آباد ہوتے اور پھر وہاں کی آب و ہوا اور طرز معاشرت کے اثر سے سفید قوم کا رنگ سیاہ ہو گیا۔

زرد اور سفید اقوام میں جو امتیازی باتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ سفید قوم کا رنگ صاف اور گورا ہوتا ہے بعض کی رنگت کسی قدر سُرخ یا بھوری ہوتی ہے۔ ان کے بال بھی بھورے ہوتے ہیں۔ اور کہیں کہیں سُرخ ناک عقابی اور چہرے پر گھنی داڑھی ہوتی ہے۔ زرد قوم کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ اور کہیں کہیں یا تو بھورے یا گندم رنگ کے ہوتے ہیں۔ بال موٹے اور سیاہی مائل۔ ڈاڑھی یا تو کم ہوتی ہے یا بالکل ندارد۔ آنکھیں چھوٹی اور بادامی۔ ناک سڈول۔ رخساروں کی ہڈی اُبھری ہوئی۔ اور خط و خال چوڑے چپٹے۔ زرد قوم کے مقابلہ میں سفید قوم کے لوگ عموماً لمبے قد کے ہوتے ہیں۔ ان کے اعصاب زیادہ مضبوط اور دماغی قویٰ زیادہ اچھے ہوتے ہیں۔ ان میں ہمت اور جانفشانی اور کسی کام کے انجام کی طاقت اور سمجھ بھی زیادہ ہوتی ہے۔

غیر تاریخی زمانہ میں سفید قوم کے تین حصّے ہو گئے تھے۔ ان میں ایک حصّہ کی اولاد میں قدیم مصری ہیں۔ دوسرا حصّہ آریہ کہلایا۔ اس کی نسل میں ایرانی۔ قدیم ہندو۔ یونانی۔ کیلٹ۔ جرمن اور سلاوا اقوام شامل ہیں۔ ان اقوام کی زبانوں میں بہت سے الفاظ مشترک ہیں۔ اور ایک ہی نسل سے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا ایک ہی نسل سے ہونا ان کے قصص اور روایات اور ضرب المثلوں اور دیگر باتوں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

انسان کب پیدا ہُوا؟ جب سے ڈاروِن کا مشہور مسئلہ ارتقاء یعنی ترقی بتدریج سائنس دانوں کے سامنے آیا ہے۔ اُس وقت سے ہی اس معمہ کے حل کرنے کی زبردست ماہران علم طبقات الارض زمین کی عمر کئی کروڑ برس قرار دیتے ہیں۔ اور اس کروڑہا برس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرصہ کو یہ ماہرانِ زمین کے مختلف طبقوں کی بناوٹ کے لحاظ سے کئی زمانوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ان میں بعض طبقوں میں کئی قسم کے نباتات اور حیوانات کے نشانات موجود ہیں۔ جن کی چھان بین سے نہایت قیمتی نتائج برآمد کیے گئے ہیں۔ اور ان میں سے حضرت انسان کے متعلق بھی چند ایک ہیں۔

کیکڑہ کی قسم کے جانوروں کے اجسام کے حصے یا ان کے سنگلاخ شدہ نمونے (جن کو فاسل کہتے ہیں) ۵۰ سے ۷۰ کروڑ برس کی عمر کے طبقوں میں اکثر ملتے ہیں۔ سب پُرانی قسم کی مچھلیوں کے پنجرہ ۳۰ سے ۴۰ کروڑ برس کے پُرانے طبقات میں اور پرندوں کے پنجرہ ۱ کروڑ برس کے طبقات میں دُودھ پلانے والے جانوروں کے پنجر وغیرہ کوہستان شوالک اور پنجاب کے دیگر حصوں میں کثرت سے ملتے ہیں۔ دُودھ پلانے والے جانوروں میں حضرتِ انسان سب سے چوٹی پر ہے۔ لہذا ہمارے لئے یہ معلوم کرنا نہایت ضروری ہے کہ حضرتِ انسان کے نشانات کس طبقہ میں ملتے ہیں۔

طبقات زمین میں انسان کے نشانات اور جانوروں کے نشانات میں ایک امتیازی فرق ہے۔ جانوروں کے متعلق تحقیقات ان کے جسم کے حصوں مثلاً ہڈیوں۔ پنجر یا ان کے پاؤں کے نشانات وغیرہ سے ہی کی جا سکتی ہے۔ مگر انسان کی حالت ان سے مختلف ہے کیونکہ انسان روئے زمین پر اپنی دستکاری کے بھی بہت سے نمونے چھوڑ گیا ہے۔ اور ان کی مدد سے ہڈیوں پنجروں اور دوسرے نشانات کے نشانات کے مقابلہ میں بہت زیادہ تحقیقات کی جا سکتی ہے۔

انسان کی دستکاری کے نمونے زیادہ تر اس کی ضروریات کی چیزیں مثلاً برتن اور ہتھیار وغیرہ ہیں۔ جو اس نے شروع شروع میں اپنی ضروریات کے لئے بنائے۔ انسان پہلے پہل یہ ہتھیار قدرتاً پتھر کے بناتا تھا۔ اس کے بعد اس نے جانوروں کی ہڈیوں کو اس کام کیلئے استعمال کیا۔ بعد میں پیتل کانسی وغیرہ دھاتوں کے ہتھیار بنانے شروع کیئے۔ اور انکے بعد اس نے ترقی کرتے کرتے لوہے کو اس مطلب کے لئے برتنا شروع کیا۔ انسانی ہتھیاروں کی تاریخ کے ماہر ہتھیاروں کی بناوٹ کے مطابق انسان کی تاریخ کے زمانہ کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:-

(۱) پتھر کا زمانہ (۲) درمیانی زمانہ (۳) لوہے کا زمانہ۔ انسان کے روئے زمین پر موجودگی کے زمانہ کا آغاز بھی پتھروں کے اوزاروں کے زمانہ سے ہی سمجھا جاتا ہے اور یہ ہتھیار چھ سات لاکھ پُرانے قطعوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اس پتھر کے زمانہ کو ماہران پھر کئی درجوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس تقسیم کی بنا مختلف قسم کے ہتھیاروں اور جسم ہڈیوں وغیرہ پر رکھی جاتی ہے۔ اس زمانہ کے قریب ہی انسان نے پہاڑوں کی غاروں میں رہائش اختیار کی ہوگی۔ اور اسی لئے دھاتوں کے بنائے ہوئے ہتھیار ایسی جگہوں میں فرانس وغیرہ ممالک کے حصوں میں پائے جاتے ہیں۔

سب سے پرانے پنجر اور ہڈیاں جو شروع شروع کے طبقات میں پائی گئی ہیں۔ موجودہ قسم کے انسان کے پنجر سے بہت کم مشابہت رکھتی ہیں۔ سب سے پُرانی قسم کے انسان کی کھوپری جرمنی میں دریافت ہوئی تھی۔ کھوپری کہہ رہی ہے کہ یہ ایک کم عقل انسان ہوگا۔ گو طاقت وغیرہ میں آجکل کے انسان سے زیادہ ہوگا۔ اور قد میں بھی بہت بڑا۔ اس کے بعد انگلستان میں ایک کھوپری کی ہڈی ملی۔ جو اس کے قریب قریب ہی معلوم ہوتی ہے یہ عمر میں دس یا پندرہ لاکھ سال کی پُرانی معلوم ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ عمر کی ہڈیاں جزیرہ جاوا اور کوہ شوالک میں دستیاب ہوئی ہیں۔ مدہ انسانوں کی ہڈیوں سے ملتی جلتی ہیں۔ مگر در اصل وہ انسان کی ہڈیاں نہیں ہیں۔ اس قسم کی ہڈیوں والے جانور کوئی ستر لاکھ سال پرانے زمانے میں پائے جاتے تھے۔

اس تمام چھان بین کے بعد تمام سائنسدان متفق ہیں کہ اول تو ۸ ... ۱۰ لاکھ سال کا عرصہ ہوا۔ جب حضرتِ انسان پہلے پہل روئے زمین پر جلوہ گر ہوئے۔

ڈاکٹر رگ متعلقہ جماعت کلکتہ انسٹی ٹیوٹ یونیورسٹی برلن نے مقام اولڈو سے واقع شمالی حصہ جرمن مشرقی افریقہ میں ایک آدمی کی لاش کی کھوپڑی دریافت کی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابل توجہ احمدی احباب

رسالہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنیکے لئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ اسلئے میں زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سوائے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمت کرو۔ خدا تمہارے دل القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔"

خریداران ریویو سے

مندرجہ بالا ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پڑھ کر آپ اپنی اپنی جگہ سوچیں کہ آپ نے اس کی تعمیل کس حد تک کی ہے۔ کئی مستطیع احمدی اصحاب ہیں جو ریویو آف ریلیجنز کو نہیں خریدتے۔ اور کئی ہیں جو پہلے خریدار تھے اور اب خریداری چھوڑ چکے ہیں جو اپیل بھی کی جائے۔ بہرے کانوں پڑتی ہے۔ اور پھر جو خریدار ہیں وہ اپنے فرض کو یہیں تک محدود سمجھتے ہیں۔ کہ خود خرید لیا حالانکہ انہیں چاہیئے کہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس کی توسیع اشاعت کا کام کریں۔ اس وقت خریداروں کی تعداد نہایت قلیل ہے اور خرچ آمد سے ڈیڑھ گنا اور رسالہ کافی نقصان میں ہے۔ جس کا جلد تر تدارک ہونا چاہیئے۔

مینجر ریویو۔ قادیان

ریویو آف ریلیجنز اردو ۔ قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۵ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۲۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس ۔ کے ۔ برمن) لمیٹڈ

منعقدہ اسٹار ٹریڈ مارک رجسٹرڈ سنہ ۱۹۸۴ء

پچاس برس سے دیسی پیٹنٹ دواؤں کا مشہور و معروف
ہندوستانی وسیع کارخانہ

بانی

ڈاکٹر ایس ۔ کے ۔ برمن

کارآمد روزینہ

کیسراج

REGD.

سر کے تیلوں کا راجہ

اِس میں دہاتیٹ آئل مطلق نہیں ہے ۔ اِسی لئے یہ نقصان نہیں پہنچاتا ۔ بہ نسبت دوسرے تیلوں کے یہ سب سے زیادہ مفید ہے ۔ کیونکہ یہ صرف خوشبو ہی نہیں بلکہ دوا آمیز بھی ہے دماغ کو تر و تازہ اور بالوں کو مضبوط کرنے میں بے مثل ہے ۔ اس سے خشکی اور روسی دُور ہوتی ہے ۔

اِن ہی صفتوں کے سبب سے نمائشوں سے تمغے اور سارٹیفکیٹ ملے ہیں ۔ استعمال کر کے فائدہ اٹھائیے ۔

قیمت فی شیشی پندرہ آنہ ۱۵؍ ڈاک محصول دس آنہ ۱۰؍ نمونہ تین آنہ ۳؍ جو صرف ایجنٹوں سے مل سکتا ہے ۔

ڈابر سامان زیبائش کے نمونہ کا بکس

REGD.

تھوڑے صرفہ میں ہمارے ہاں کے مفید اشیاء کی آزمائش ہو سکے ۔ اس لئے ہم روزینہ کے کارآمد چیزوں کا یہ بکس تیار کیا ہے اسمیں مندرجہ ذیل چند آٹھ قسم کے سامان بطریق نمونہ دیئے گئے ہیں :۔

۱۔ دانت مکتا (دانت کا منجن)
۲۔ کیش دھونا (بال دھونے کا پوڈر)
۳۔ کیش راج (سر کے تیلوں کا راجہ)
۴۔ ہیلک صابون (خوشبودار دوا آمیز)
۵۔ نہارن اسنو (خوبصورتی کے لئے)
۶۔ نہارن پوڈر (غازہ)
۷۔ اوڈنہارن (عطر دل آویز)
۸۔ ڈابر مسک لونڈر (مشک آمیز ایسنس)

قیمت فی بکس ایک روپیہ دس آنہ ۱؍۱۰
ڈاک محصول دس آنہ ۱۰؍

نوٹ :۔ دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں ۔ اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور نام " ڈابر " ضرور دیکھ لیا کریں ۔

صیغہ ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ :۔ قادیان گورداسپورؔ میں شیخ محمد وارث رحمت علی سوداگر

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مکان کیلئے قادیان سے شائع کرا)